

تیسرے کی تلاش

اشتیاق احمد



شرح الحدکام لے کر جو بڑا امیر بایان اور تجارت دھم کرنے والا ہے

نادر نمبر 705

ایک حیرت انگیز

اور سسپینس فیل ناول

تیسرے کی تلاش

اشتقاق احمد

تیس کے لیے 3353
نیا ادب

حیرت، تجسس اور سرائر مانی کے انوکھے انداز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس ناول کے نام، واقعات اور کردار س فرضی ہیں
کسی قسم کی مماثلت کے لیے ادارہ یا مصنف اور ادارت ہوں کے
تیس باب تیس

نام ناول
ناشر اشتیاق احمد
مکتبہ محمد سعید خاں
پتہ محمد یار سیکر
کمپوزنگ دانیال کیچ لڑ بھنگ
قیمت 180.00 روپے
گچ شکر پتھر سے بھیجا اگر انداز یکساں ہو سے شائع کیا

9/12 خیر آباد، ساہیوال، لاہور

فون 7112989-7246356

سب آفس انٹار پروگرامس - بھنگ صدر

فون 614295-613295

اسٹاکس ریلی مٹل نیوز ایجنسی - پتہ لاہور

مکتبہ یکساں - لاہور انٹار پروگرام

انداز
بک
ڈپو

حدیث نبوی ﷺ

Very good!

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ منافج العیب (غیب کے خزانے) پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ ارحام میں کیا ہے (نر ہے یا مادہ، سیاہ ہے یا سفید وغیرہ) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ہارش کب آئے گی۔ کسی جاندار کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں مرے گا۔ اور اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔

(کنز الدقائق ج ۲ صفحہ ۶۸۱)

بک پبلشنگ لائبریری

لاہور۔ فون 844854

دو باتوں سے پہلے

حضرت امام ابو حنیفہؒ کو خلیفہ منصور کی طرف سے پیغام ملا کہ میرے پاس آئیں۔ آپ ان کے پاس گئے۔ اس نے بہت عزت اور احترام سے اٹھایا پھر بولے:

”امام صاحب! میں آپ کو چیف جسٹس مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟“

امام صاحب نے فوراً جواب دیا۔

”میں اس عہدے کے قابل نہیں ہوں۔“

خلیفہ کا منہ بند نہ ہوا۔ اس نے یہ کوشش کی باری۔ آپ کو بلاتا اور عہدے کی پیشکش کرتا لیکن آپ ہر بار انکار کر دیتے۔ ایک بار وہ بھلا اٹھا اور بول اٹھا:

”امام صاحب! اگر کیا بات ہے، آپ یہ عہدہ کیوں قبول نہیں کرتے۔“

امام صاحب نے جواب دیا:

”جس کہ چکا ہوں! میں اس عہدے کے قابل نہیں ہوں۔“

خلیفہ پہلے ہی بھلا ہوتا ہوا اٹھا، جھٹکا کر بولا:

”آپ جھوٹ کیسے جانتے ہیں... آپ ہی اس عہدے کے قابل

تھیں۔“

اس کا جملہ سن کر امام صاحب جس دے اور بولے:

”یہ فیصلہ تو آپ نے خود فرمایا کہ میں اس عہدے کے قابل

نہیں ہوں۔“

خلیفہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”وہ کیسے؟“

”ابھی آپ نے فرمایا ہے، میں جھوٹ کہتا ہوں... گویا میں جھوٹا ہوں، ایک جھوٹا آدمی بھلا چیف جسٹس کے عہدے کے قابل ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں...“

خلیفہ کا جواب ہو گیا اور کچھ جواب نہ سوچا... کہنے لگا:

”اگر آپ عہدہ قبول نہیں کریں گے تو ٹیبل چلا جائے گا۔“

آپ نے اس پر بھی انکار ہی کیا... اور فرمایا:

”مجھے فیصلے آپ کی مرضی سے کرنے پڑیں گے اور یہ ہو نہیں

سکتا۔“

”جب پھر ٹیبل چلا ہٹھو کر لیں۔“

”ٹھیک ہے... ٹیبل چلا جاتا ہوں۔“

اور آپ کو ٹیبل بھیج دیا گیا... کہا جاتا ہے کہ آپ ٹیبل سے

کری گئے... لیکن خلیفہ کی بات نہ مانی۔

پہلے سے

پہلا جھٹکا ہی کافی ہے !!!

بہت سے پہلے جا میں گئے۔
ریحان انور کی آواز گھر میں گونج اُٹھی... ماں یہ الفاظ سن کر
فیس پڑیں۔

رسائل میں اس وقت تک مدد کی سہ سے زائد کہانیاں چھپ چکی ہیں اور

اس کے بارے میں تو کس افغانی کوں کا کہ چاہا دل آپ کو پوری طرح نہ کھلے میں
لے سکے گا۔ اس حد تک کہ آپ دل دالہ سے دکھائی بھیجے کہ... یہاں تک کہ...

[illegible]

ہر کہانی کی بہت تعریف ہوتی ہے... جس ادارے کو میں اپنا ناول دینے جا رہا ہوں... خود ان کا بھی ایک ماہانہ رسالہ شائع ہوتا ہے اور ان کے رسالے میں بھی میری چند رو کہانیاں چھپ چکی ہیں... لہذا وہ مجھے ضرور خوش آمد یہ کہیں گے۔"

"خیر! میں مان لیتی ہوں... وہ ناول لے لیں گے... جنہیں ایک آدھ ہزار روپے بھی دے دیں گے... پھر یہ پیسے بھلا کتنے سینے پل نیکیں گے... نہیں میرے بچے، ہمارے مسئلے کا حل یہ نہیں ہے... تم اپنی تعلیم پر توجہ دو... جب بچہ کچھ کر کسی قابل ہو جائے... تو اپنا یہ شوق بھی پورا کر لیتا، اس وقت کچھ کر کسی ادارے کو دینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہوگا... جنہیں مازست مل چکی ہوگی..." ماں نے نصیحت کی۔

"ماں! تم ان باتوں کو نہیں سمجھتی... اچھا میں چاہتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ گھر سے نکل آیا... احسان پبلشر اور اس کا دیکھا بھلا تھا... اپنی کہانیاں کچھ کر وہ رسالے کے ایڈیٹر کو دیتا رہا تھا، لیکن آج اسے ادارے کے مالک سے ملنا تھا... اور اس کا دل دھڑک رہا تھا... دفتر کے سامنے پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا... دروازے کے ساتھ ہی ایک کلرک بیٹھا کام میں مصروف تھا... اس نے اس کی طرف قدم بڑھائے۔

"اسلام علیکم جناب!" اس نے دلی ادب سے آواز میں کہا۔

"وہیکم اسلام! کیا بات ہے بھئی۔" عمر کے اگلے کورڈ...
"مجھے احسان صاحب سے ملنا ہے... میرے پاس ایک

ناول کا مسودہ ہے۔"
"اوہ اچھا... سامنے چلے جائیے... وہ دفتر میں موجود ہیں۔"

"شکریہ جناب!" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا...

دفتر کے باہر ایک کرسی میں اسے چیرا ہی نظر آیا...

"اسلام علیکم جناب! مجھے احسان صاحب سے ملنا ہے،

میرے پاس ایک ناول کا مسودہ ہے۔"

چیرا ہی نے برا سامت دیکھا اور اسے اندر جانے کا اشارہ کیا...

وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوا... اندر ایک بھاری

بھرم اور بارعب آدھی بیٹھا نظر آیا، اس کے سر کے بال اڑ چکے تھے،

اگرچہ عمر زیادہ نہیں تھی۔

"اسلام علیکم جناب! احسان صاحب آپ ہی ہیں۔"

"جی ہاں... فرمائیے۔" اس کی نرم کرم آواز نے اسے

حوصلہ دیا۔

"جی... میرے پاس ایک مسودہ ہے ناول کا۔"

"اوہ بھئی... ابھی آپ کی عمر ناول لکھنے کی نہیں ہے۔"

"سرا میری سو سے زیادہ کہانیاں چھپ چکی ہیں... آپ

"اسلام علیکم جناب!"

احسان صاحب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا... پھر

بولے۔

"فرمائیے... آپ کون ہیں... میں آپ کی کیا خدمت

کر سکتا ہوں۔"

"آپ نے مجھے پہچانا نہیں جناب... میں رحمان انور

ہوں۔"

"رحمان انور... میں سمجھا نہیں۔"

"اوہ ہوسر... دو دن پہلے میں آپ کے پاس آیا تھا... اپنے

ناول کا مسودہ لے کر... آپ نے مسودہ کو لیا تھا اور فرمایا تھا، میں دو

دن بعد آؤں۔"

"کیا بات کرتے ہیں... آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔"

احسان صاحب بولے۔

"جی... کیا مطلب؟" وہ دھک سے رو گیا۔

"آپ کو میں اس وقت زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

انہوں نے براہ راست بتایا۔

"جی! کیا فرمایا آپ نے... آپ مجھے زندگی میں آج پہلی

مرتبہ دیکھ رہے ہیں۔" وہ دھک سے رو گیا، چہرے کا رنگ فق ہو گیا،

اور اسان خطا ہوتے نظر آئے۔

کے رسالے قلم میں بھی سوال کے قریب کہانیاں شائع ہوتی ہیں اور

ہر کہانی نے پسند کی کے رکارڈ قائم کیے ہیں۔"

"اوہ ہوا چھا... کیا نام ہے آپ کا... کیونکہ اگر آپ کی اتنی

کہانیاں چھپ چکی ہیں تو میں ضرور آپ کا نام جانتا ہوں گا... میں ملک

میں شائع ہونے والے تمام رسائل کا جائزہ لیتا رہتا ہوں۔" احسان

صاحب نے غصہ مری ہوئی آواز میں کہا۔

"جی... میرا نام رحمان انور ہے۔"

"اوہ ہاں واقعی... آپ کا تو خوب نام ہے... اچھا مسودہ

مجھے دیں... اور تحریر پسند رکھیں۔"

وہ خوش ہو گیا... منزل قریب محسوس ہوئی... فوراً مسودہ ان

کے سامنے رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا... ادھر احسان صاحب مسودے کو

الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے، آخر انہوں نے کہا:

"آپ دو دن بعد میرے پاس آئیں... میں اس وقت تک

اس کو پڑھ لوں گا... پھر بات ہوگی۔"

"بہت بہت شکریہ جناب۔" اس نے فوراً کہا اور اٹھ کھڑا

ہوا۔

کھڑا کر اس نے پہلی کامیابی کے متعلق اپنی والدہ کو بتایا...

والدہ مسکرا دیں... دو دن بعد وہ پھر احسان صاحب کے دفتر میں داخل

ہوا... اور یوں:

آپ کمرے سے باہر موجود تھے، آپ سے میں نے کہا تھا...
 احسان صاحب سے ملتا ہے، میرے پاس ٹول کا ایک مسودہ ہے... یہ
 سن کر آپ نے برا سامند بنایا تھا اور مجھے انداز جانے کا اشارہ کیا تھا...
 آپ یہ بات کیسے بھول سکتے ہیں۔"
 "میں کیوں بھول سکتا ہوں، لیکن جب آئے ہی نہیں تو میں کیسے
 کہہ دوں کہ آپ آئے تھے۔"

"سن لیا جناب آپ نے... اب آپ کے دوسرے گواہ کو
 بھی پڑتے ہیں۔" انہوں نے طحیہ انداز میں کہا اور ایک دوسری گھنٹی
 بھائی... جلد ہی کلرک اندر داخل ہوا:
 "آپ انہیں پکچھانتے ہیں... ان کا کہنا ہے... یہ دونوں پہلے
 یہاں میرے دفتر میں آئے تھے... ان کے پاس ایک مسودہ تھا... جو
 میں نے ان سے لیا تھا۔"

"جی نہیں... میں انہیں نہیں پکچھانتا... آج پہلی بار انہیں دیکھ
 رہا ہوں۔"

"حد ہوگئی... یہ... یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"یہاں کچھ نہیں ہو رہا... آپ ضرور کوئی پانگس ہیں، میری بانی
 فرما کر فوراً یہاں سے چلے جائیے، ورنہ مجھے زبردستی آپ کو یہاں سے
 نکالنا پڑے گا۔"

اسے پکڑا گیا... دلیا گھومتی محسوس ہوئی... اس نے دن

"ہاں بالکل، آپ دونوں پہلے ہرگز میرے دفتر نہیں آئے
 تھے۔"

"اب میرے مالک! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... آپ کا
 چہرہ اسی بات کا گواہ ہے جناب... بلکہ باہر کاؤنٹر پر جو کلرک بیٹھے
 ہیں... وہ بھی گواہ ہیں... آپ ضرور یہ بات بھول گئے ہیں، ورنہ ہملا
 آپ کیوں انکار کرنے لگے... زیادہ سے زیادہ یہی تا کہ آپ کو ٹول
 پسند نہ آیا ہوگا... اس صورت میں آپ میرا مسودہ مجھے واپس دے
 دیں... میں کسی اور پبلشر کو دکھا دوں گا۔"

"حد ہوگئی... آپ جب بھی یہاں آئے ہی نہیں... تو میں
 آپ کو مسودہ کہاں سے دے دوں۔"

"مم... میں نے کہا تھا... یہاں چہرہ اسی اور کلرک میرے گواہ
 موجود ہیں۔"

"ایک منٹ! آپ کا اس طرح طریقہ کار نہیں ہوگا... یہ کہہ
 کر احسان صاحب نے گھنٹی بھائی... فوراً اسی چہرہ اسی اندر داخل ہوا:

"جی جناب!"

"یہ جو صاحب یہاں میرے سامنے کرسی پر بیٹھے ہیں... تم
 نے انہیں آج سے پہلے بھی دیکھا ہے۔"

"جی... بالکل نہیں... آج پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا کہہ رہے ہیں آپ... دونوں پہلے میں یہاں آیا تھا،

”کیا مطلب؟ انہیں ایسا کیا؟“

”اگر انہیں کہانی پسند نہیں آتی تھی تو وہ ایسا کر دیتے۔“

”یہی بات تو کچھ میں نہیں آتی، دو دن پہلے جب میں گیا تھا۔“

تو پہلے میرا سامنا ٹکڑک سے ہوا تھا، اس سے بچ کر میں احسان

صاحب کے کمرے تک گیا، وہاں دروازے پر چڑھی موجود تھا۔ میں

نے اس سے بھی بات کی تھی۔ لیکن آج ان دونوں نے بھی یہی کہا ہے

کہ میں دو دن پہلے ہرگز نہیں آیا تھا۔“

”یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... کہیں تم خود تو نہیں بھول رہے

ہیں۔۔۔ گئے تم کسی اور پبلشر کے پاس ہو اور آج کسی اور کے پاس چلے

گئے ہو۔“

”کیا بات کرتی ہیں امی جان۔۔۔ ان کے ہاں نہ رسالے میں

میرے کہانیاں چھپی ہیں۔۔۔ یہ ایک طرح کا میرا تعارف ہے، لہذا میں

بول کا مسودہ پہلے انہی کے پاس لے جا سکتا تھا۔۔۔ اگر وہ نہ لیتے۔۔۔ یا

انہیں کہانی پسند نہ آتی تو اور بات تھی۔۔۔ پھر میں کسی اور کو دینے کے

بارے میں سوچتا۔۔۔ شروع سے ہی میرے ذہن میں بس ان کا نام

تھا۔“ اس نے جلدی جلدی کہا۔

”جب پھر۔۔۔ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ ایسا کیوں کہا۔“

”میری عقل ابھی تک جنگ ہے اور مجھے کچھ بھائی نہیں دے

رہا۔“

رات ایک کر کے ناول لکھا تھا۔۔۔ خوب محنت کی تھی اس پر۔۔۔ پھر چار

ایک ماہ اس کی نوک چمک درست کرنے پر لگا دیا تھا۔۔۔ اور اسے پتیلیں

تھا۔۔۔ اس کا ناول ملک میں دھوم مچا دے گا۔۔۔ بہت اٹوٹا خیال تھا اس

ناول میں۔۔۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا۔۔۔ اسے دنیا بھر کی محسوس

ہوئی۔۔۔ پھر وہ نہایت دکھ بھرے انداز میں اٹھا اور بولا:

”اچھا احسان صاحب۔۔۔ میں چار ماہوں۔۔۔ آپ کا یہ

احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔“

”شکر یہ!“ احسان صاحب نے براہ راست بتایا۔

دو کمرے سے نکل آیا۔۔۔ اس کے قدم لڑکھڑاہے تھے۔۔۔ نہ

جائے کس طرح گھر پہنچا۔۔۔ والدہ نے دروازہ کھولا۔۔۔ تو اس کی حالت

دیکھ کر دلکھ سے رو گئی۔

”کیا ہوا میرے بیٹے۔“

”مہ۔۔۔ ماں۔۔۔ میں۔۔۔ میں کیا بتاؤں۔“ وہ رو دیا۔

”اوہو۔۔۔ میں جانتی ہوں، انہیں ناول پسند نہیں آیا۔۔۔ تو کیا

ہوا۔۔۔ کسی اور کو دکھا دینا۔۔۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔۔۔“

”یہ بات نہیں ہے ماں۔۔۔“ اس نے دھکی لہجے میں کہا۔

”تو پھر۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔“

”ان کا کہنا ہے، میں نے انہیں کوئی مسودہ نہیں دیا۔۔۔ نہ میں

دو دن پہلے ان کے دفتر میں آیا تھا۔“

خون

اس نے احسان پبلشرز کو جو ناول دیا تھا، اس کا نام اس نے ضمیر کا خون تجویز کیا تھا۔ اس وقت جب سال پر اس کا نام کا ایک ناول موجود تھا... ناول احسان پبلشرز نے شائع کیا تھا۔ لیکن ناول پر مصنف کا نام احسان عادل لکھا تھا۔ احسان صاحب کا پورا نام احسان عادل ہی تھا... لیکن وہ خود ناول نہیں لکھتے تھے، نہ کہانیاں لکھتے تھے... پہلی بار کسی کتاب پر پبلشر مصنف ان کا نام نظر آیا تھا... اگر ناول کا نام ضمیر کا خون نہ ہوتا تو شاید اسے اس قدر زبردست جھٹکا نہ لگتا... شک ضرور گزرتا اور وہ ناول کی ورق گردانی کر کے ضرور دیکھتا... ان حالات میں تو اس کے ہوش ہی اڑ گئے... اس نے قہر قہر کا پتہ ہاتھوں سے ناول اٹھایا... جلدی جلدی اس کے ابتدائی ورق اٹے اور پھر اس صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں جس سے ناول شروع ہو رہا تھا۔

اب تو اس کی شئی گم ہو گئی... یہ سو فیصد اس کا ناول تھا... وہی ناول جس کا مسودہ اس نے احسان صاحب کو دیا تھا... جس کے بارے میں انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ نہیں، اس نے انہیں کوئی

"جب پھر میرے بچے... اس کا صرف ایک ہی علاج ہے۔
ماں بول اٹھی۔

"اور وہ کیا امی جان۔"

"ضمیر... ضمیر کرو۔"

"اوہ ہاں... قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ ضمیر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔"

"بس تو پھر... پر سکون ہو جاؤ... اپنی تعلیم پر توجہ دو اور اللہ بھروسہ رکھو۔"

"یاں ماں... میں یہی کروں گا۔"

اس نے جذبات سے لہریز آواز میں کہا... جب وہ جذبات کی رو میں بہتا تھا تو اپنی امی کو امی جان کے بجائے ماں کہتا تھا... یہ اس کا خاص انداز تھا...

اور پھر اس واقعے کو جیسے ماہ گزر گئے... جیسے ماہ بعد وہ ایک حال پر کھڑا بنے آنے والے رساں دیکھ رہا تھا کہ ان میں اس کی کوئی کہانی تو نہیں چھپی کہ اس کا ایک اسے ایک زبردست جھٹکا لگا... اس قدر زبردست جھٹکا... گویا بجلی کا کرنٹ لگا ہو۔

تم نے لکھا ہے... کیا تم نے اپنے مسودے کی فوٹو سٹیٹ اپنے پاس رکھی تھی؟" جمل خان نے پوچھا۔

"نہیں... فوٹو سٹیٹ کرنے کے لیے بھی جیسوں کی ضرورت ہوتی ہے... وہ میں کہاں سے لاتا اور پھر یہ تو گمان بھی نہیں تھا۔"

"ہوں... مجھے سوچنے دو... ہم کیا کر سکتے ہیں... اف مالک... یہ واقعی بہت بڑا علم ہوا ہے۔"

"کچھ سوچو میرے دوست سوچو... ورنہ شاید میرا دماغ پٹ جائے گا۔"

"میر کرو بھی میر... ہم ضرور کچھ کریں گے... شام کو میرے والد صاحب گھر آئیں گے تاہم ان سے بات کروں گا۔"

وہ کاروباری آدمی ہیں... اس معاملے میں ضرور کوئی مشورہ دیں گے۔

"اچھی بات ہے۔"

"ویسے ٹاول تمہیں بک مثال پر آج ہی نظر آیا ہے... تم نے اس سے پوچھا تھا، یہ کس روز مارکیٹ میں آیا تھا۔" جمل نے کہا۔

"نہیں... میں نے تو اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا۔"

"تم ذرا ایک پکڑ بک مثال کا لگاؤ... ہمارے پاس پوری معلومات ہونی چاہئیں۔"

"اور اچھا۔"

وہ بک مثال والے کے پاس پہنچا... کہانوں کی وجہ سے وہ اکثر رسائل خریدتا تھا، اس لیے بک مثال والا اسے اپنے گاہک کے طور پر پہچانتا تھا۔

"یہ ٹاول مارکیٹ میں کس روز آیا تھا جاب۔" اس نے پوچھا۔

"یہ... احسان صاحب کا عظیم ٹاول... جس نے آتے ہی تھلکہ مچا دیا... یہ تو آتے ہی تمام کا تمام بک گیا تھا... اب تو اس کا دوسرا ایڈیشن چھاپا ہے... اور یہ بھی دھڑا دھڑا بیک رہا ہے... شاید آپ

ٹی وی نہیں دیکھتے۔" اس نے پرجوش انداز میں کہا۔

"میں... جی نہیں... تو... کیوں؟" اس نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کہا۔

"ابھی یہ شائع نہیں ہوا تھا کہ احسان صاحب نے ٹی وی پر اس کے اشتہارات دینا شروع کر دیے تھے... لیکن آج یہ ہے کہ یہ ٹاول ہی اس قدر زبردست ہے کہ فروخت کے رکھارہا تو زورے گا۔"

اگر ٹاول زبردست نہ ہوتا تو پھر ٹی وی پر دیے جانے والے اشتہار سے یہ تموز بہت ہی بکتا۔

"آپ کا مطلب ہے، اس ٹاول کی کہانی چونکہ بہت زبردست ہے، اس لیے یہ اور زیادہ تیزی سے بکے گا۔"

"ہاں جی اس کی شہرت میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔"

اور صرف چند ماہ بعد یہ ناولوں کی دنیا میں انوکھا اضافہ ثابت ہونے والا ہے۔

”اچھا... شکریہ۔“

وہ پوچھل قدموں سے لوٹ آیا... یہ تفصیل اس نے اپنے دوست اہمل خان کو بتائی، شام کو اس کے والد نے اسے بلایا... ان کا نام اکمل خان تھا... انہوں نے اس سے ساری کہانی سنی... پھر سوچ میں ڈوب گئے... آخر یوں:

”میرے ایک دوست ہیں... وہ بہت اچھے وکیل ہیں... میں آج ان سے ملوں گا... پھر آپ کو بتاؤں گا۔“

”جی بہت اچھا۔“ اس نے قدر سے سکون محسوس کیا۔

دوسرے دن پھر اکمل خان نے اسے بلایا اور اسے اپنے ساتھ لے کر اپنے دوست کے گھر پہنچے... ان کے دوست کا نام اکبر راحور تھا... وہ بہت گرم جوشی سے اس سے ملے، پھر یوں:

”میں نے اکمل خان کی زبانی ساری کہانی سنی ہے، لیکن میں چاہتا ہوں آپ خود مجھے یہ کہانی سنائیں... اور اکمل صاحب... آپ تو کاروباری آدمی ہیں... آپ چاہتے ہیں... میں غور کروں گا... کہ ان کے سلسلے میں کیا کیا جاسکتا ہے۔“

”شکریہ! یہ میرے بیٹے کے کلاس فیلو ہیں، دوست ہیں، غریب ہیں، میرے طیال میں ان کے ساتھ بہت غلم ہوا ہے... انہیں

ان کا حق ملنا چاہیے۔“ اکمل خان یوں۔

”آپ فکر نہ کریں... ان شاء اللہ ہم اپنی چوری کو شش کریں گے۔“

”شکریہ! اور ہاں! آپ کی اس کہیں میں جو بھی فیس بنے گی... وہ میں ادا کروں گا۔“

”نہیں... انکل...“ وہ بول اٹھا۔

”جیسی تم اس سلسلے میں کچھ نہ کہو۔“ انہوں نے مسکرا کر کہا اور وہ خاموش ہو گیا۔

ان کے جانے کے بعد وکیل صاحب نے ساری کہانی بغور سنی... پھر اس کے خاموش ہونے کے بعد یوں:

”آپ نے اب تک کل کتنی کہانیاں لکھی ہیں۔“

”جی... سو کے قریب تو ہوئی گئی ہوں گی۔“

”اور ناول یہ پہلا تھا۔“

”جی ہاں... پہلا۔“ اس نے کہا۔

”اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے... عدالت ثبوت مانگتی ہے... ہمارے پاس اس واقعے کا کوئی گواہ بھی نہیں ہے... اگر آپ اس وقت اپنے ساتھ کسی دوست کو لے جاتے اور اس کے سامنے احسان صاحب کو مسودہ دیتے تو بھی ہم اس کی گواہی دلا سکتے تھے... اگرچہ وہ گواہی بھی اس قدر اہم نہ ہوتی، حالانکہ وکیل

اور مرد و تعارف کر رہے تھے:

"لو شوکی تمہارے لیے ایک حد و شانہ اریکس!"

"ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا اکل... اس لڑکے نے کہا جسے

شوکی کہہ کر غائب کیا گیا تھا۔

"کیا مطلب؟" اس سے رہبان گیا۔

"کیا آپ نے انہیں بتا دیا ہے کہ ہم نصف فیس ایٹو وائس

لیتے ہیں۔"

"نہیں اس لیے کہ یہ فیس نہیں دیں گے۔" اکبر راضو

سکرائے۔

"ارے باپ رے، آپ تو کہیں گے ہمارا کھاڑا اکل۔"

"کیا کہا... کھاڑا اکل... بھائی میرا نام کھاڑا اکل نہیں

ہے... اور تم لٹا کیے... فیس میں ادا کروں گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے اکل! ہم اور آپ سے فیس نہیں گے۔"

"پھر لٹا کیے... ان کا کیس آخر عدالت میں جائے گا..."

مجھے بھی کیس لڑنا ہوگا، لہذا مجھے بھی فیس ملے گی... جو صاحب مجھے فیس

دیں گے، وہ جیسے بھی ادا کریں گے... کیا کیجیے۔"

"جب تو ہم یہ کیس دل و جان سے کریں گے... کیونکہ آج

نار سے بجک میں صرف ایک سو روپے باقی رہ گئے ہیں۔" شوکی سے

پھونے والے نے کہا۔

کہتا، یہ تو چناب ان کا دوست ہے... بہر حال میرے ذہن میں ایک

آئینہ یا آٹا ہے... راستہ ذرا لمبا ہو جائے گا، لیکن امید ہے... ہم منزل

تک پہنچی جائیں گے۔" اکبر راضو یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"جی... فرمائیے، وہ کیا راستہ ہے؟" اس نے پوچھا۔

"میرے چند دوست ہیں، شوکی برادر ڈکھلاتے ہیں، اس قسم

کے معاملات میں ان کے ذہن وہ دوری کی کوڑی لاتے ہیں کہ کیا

تلاش... وہ ضرور کوئی ترکیب سوچ لیں گے، آئیے، میں آپ کو ان

کے پاس لے چکا ہوں۔"

"آپ... آپ خود ہمیں ان کے پاس لے کر جائیں گے،

اس طرح آپ کا وقت ضائع ہوگا۔"

"نہیں ہوگا... میں آپ کے کیس پر کام کر رہا ہوں اور مجھے

اس کی بات حد نہیں ملے گی... اکل خان فیس کے معاملے میں بادشاہ

آدی ہیں، دوسری بات یہ کہ میرے قلمی خط فیس نہیں، کام ہوتا ہے...

میں کام کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں... آئیے بیٹھیں۔"

اکبر راضو اسے شوکی برادر کے دفتر لے آئے... انور

رہبان پہلے تو شوکی برادر کا میز حاسا بورڈ ویکٹر گھبرا سا گیا کہ

یہ راضو صاحب اسے کہاں لے آئے، ان لوگوں کے پاس تو لگانے

کے لیے ڈھنگ کا بورڈ بھی نہیں ہے... لیکن جب راضو صاحب نے

سکرا کر اس کی طرف دیکھا تو اس کی گھبراہٹ گویا پرکھ کر اڑ گئی...

مہمانوں کو دکھائیں۔"

"نکلا جے... میں کسی اور کے ذریعے منگوا رہی ہوں۔" اندر سے جس کو کہا گیا۔

اکبر راغور مسکرا رہے تھے... اور اندرونی دروازہ کھٹ سے بند ہو گیا تھا۔ اس نے سنا، شوکی کہہ رہا تھا:

"آپ کچھ خیال نہ فرمائیے گا۔"

"ٹھیک ہے... کیا اب میں آپ کو اپنی کہانی سناؤں۔"

"اوہ ہاں بالکل... اسی لیے تو آئے ہیں آپ۔" سب سے چھوٹے والا مسکرایا۔

"آفتاب! اور میان میں نہ بولنا۔" شوکی نے منہ تاپایا۔

"اس کا مطلب ہے... کہانی پوری ہونے کے بعد بول سکتا ہوں۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"صد ہو گئی۔" دوسرا بولا۔

"ہاں انور صاحب... بلکہ انور رحمان صاحب... شروع کریں۔"

"کیا... کیا نام لیا آپ نے بالکل... انور رحمان... وہ جو کہانیاں لکھتے ہیں۔"

"بہت خوب اہم ان کی کہانیاں پڑھتے ہو۔"

"جی ہاں! اکثر اتفاق ہوا ہے۔"

"لوگو تم کسی کام کے بھی ہو یا بالکل بیکے ہی ہو۔" اندر سے کمرے سے آواز آئی۔

انور رحمان نے چونک کر اس طرف دیکھا... لیکن دروازہ بالکل ذرا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے سنا، شوکی نے فوراً کہا:

"جی امی جان اہم حاضر ہیں دل و جان سے... آپ ہم فرمائیں۔"

"ذرا اپنی خالہ کے ہاں سے فریخ اٹھاؤ... مہمان آئے والے ہیں آج۔" اندر سے آواز آئی۔

"لگ... کیا... فریخ اٹھاؤ۔" انور کے منہ سے یوں نکلا کہ

ہوئے انداز میں لگا۔

"امی جان... بالکل راغور صاحب... مم... میرا مطلب ہے بالکل راغور صاحب ابھی ابھی ایک عدد بالکل تازہ بتلاؤ کیس لے کر آئے ہیں... ہم ذرا یہ کیس بن لیں... پھر ایک نہیں دو فریخ لاکر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیں گے۔"

"اوہ اچھا اچھا... مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس وقت کوئی کیس آیا ہوا ہے... اب میں آج کی تاریخ میں تم سے فریخ نہیں منگواؤں گی۔"

"بہت بہت شکریا امی جان! اس سے ابھی بات اور کیا ہو سکتی ہے... آخر کیا ضرورت ہے... ہم اپنے کمر میں مانگ کر لایا ہوا فریخ

”یہ جان کر خوشی ہوئی...“

یہ کہہ کر اس نے چارنی تفصیل سنا دی... وہ بہت غور سے سننے

رہے۔

”اور اب وہ ناول دھڑا دھڑا فروخت ہو رہا ہے۔“ اس کے

خاموش ہونے پر اکبر راہنور ہوئے۔

”ہوں! چند منٹ ہمیں غور کرنے کے لیے دیں۔“ شوکی سوچ

میں گم لچھ میں ہوا۔

”ضرور شوکی... کیوں نہیں...“

وہ اس طرح سوچ میں گم ہو گئے جیسے وہ دونوں وہاں سوچا

تھی نہ ہوں... آخر شوکی نے سراٹھایا:

”امید ہے... اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم اس مسئلے کو حل

کر سکیں گے... ریمان انور صاحب... آپ کے پاس آپ کی شائع

شدہ کہانیاں ہیں... میرا مطلب ہے... اس ناول سے پہلے جو کہانیاں

شائع ہوئی ہیں۔“

”جی ہاں... بالکل ہیں۔“

”مہربانی فرما کر آپ وہ سب ہمیں دے دیں... اور وہ

ناول بھی... ایک دو دن بعد ہم پھر میں گے... اس وقت تک بالکل

راہنور آپ ماریکیٹ کی صورت حال پر نظر رکھیے گا...“

”اچھا بات ہے...“

وہ اٹھے ہی تھے کہ ریمان انور کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔

☆

م شروع سے ہر 30 منٹ کے بعد
شکر پور

پیش کش

”کیا بات ہے، خیر تو ہے... یہ بھلا آپ نے کس خوشی میں
کہا یا؟“ آفتاب نے حیران ہو کر پوچھا۔

”مم... میرا خیال ہے... میں نے ایک کام کی بات یاد
کر لی۔“

”پلیس اچھا ہے... کام کی دو چار باتیں اور یاد کر لیں، کام
آئیں گی۔“ آفتاب نے منہ بتایا۔

”اوہو! آپ سمجھے نہیں،... کہیں کے سلسلے میں ایک نیا کام
کی بات۔“

”اوہ اچھا... جلدی بتائیں...“

”جب میں احسان صاحب کے کمرے میں داخل ہوا تھا تو وہ
کسی افضل شیرازی صاحب کو کھانا کھ رہے تھے...“

”اوہ... اچھا... تو پھر۔“ شکی نے چونک کر کہا۔

”کیا یہ بات ہمارے کام کی نہیں ہے۔“

”ہے... بالکل ہے... بالکل راضی اور صاحب! ان کا بیان

میں تحریری شکل میں لینا ہوگا اور کسی مجسٹریٹ صاحب کے سامنے لینا
ہوگا... پھر ہم عدالت کو یہ بیان دکھا کر احسان صاحب کا ڈاکہ مار
دیں گے۔ اب اگر وہاں کوئی خط اس تاریخ میں افضل
شیرازی صاحب کے نام کا درج کر کے پست کیا گیا ہے تو ان کا بیان
درست ثابت ہو جائے گا اور یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ یہ وہاں مسودہ
لے کر گئے تھے... جب کہ احسان صاحب کا کہنا ہے، یہ ان کے پاس
ہرگز ہرگز نہیں آئے۔“

”ہوں واقعی... اس کام کی ضرورت ہے... یہ سب ثابت ہوگا...
اگرچہ اس سے یہ بات ثابت نہیں ہو جائے گی کہ یہ وہاں کوئی مسودہ
لے کر گئے تھے... ہاں... ان کا وہاں جانا ضرور ثابت ہو جائے گا۔“

”اچھی بات ہے، میں مجسٹریٹ صاحب سے بات کرتا
ہوں۔“

اسی طرح ریمان انور کا یہ بیان سب کی سونہوگی میں تحریر
کیا گیا اور گواہوں نے اسے دستخط بھی کیے... پھر وہ وہاں سے لوٹ

آئے، اسی روز ریمان نے اپنی کہانیاں اور ناول ”شیر کا خون“ شکی
برادرز کے حوالے کر دیا، ادھر اکبر راضی نے انہیں فون پر اطلاع دی
کہ ناول کی فروخت سے زیادہ کام کر رہی ہے... فی وی پر اس کا

اشتہار بار بار دیا جا رہا ہے اور اس اشتہار نے احسان عادل کو ادب میں
ایک بہت اونچے مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ سنا ہے، صوبائی وزیر احسان

”جی اچھا۔“ وہ ہلا۔

”اور بے فکر ہو کر گھر جائیں... بہت جلد ہم احسان عادل کو

عدالت کے کتھرے میں لانے والے ہیں۔“

”مم... مجھے یقین نہیں آ رہا۔“

”بہت جلد آ جائے گا۔“

ریحان انور نے اس لیے بہت اطمینان محسوس کیا... وہ وہاں

سے گھر آ گیا اور یہ خبریں اپنی والدہ کو سنائیں... وہ تو اسی وقتی مصیے پر

جا کھڑی ہوئیں...

دوسرے دن اکبر راضو کی طرف سے احسان عادل کو قانونی

نوٹس ملا تو وہ بہت زور سے اچھلے... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا

... نوٹس میں لکھا تھا کہ انہوں نے جو عادل حمیر کا سودا کر اپنے نام سے

شائع کیا ہے وہ دراصل ملک کے نوجوان ادیب ریحان انور کی تصنیف

ہے اس طرح انہوں نے نہ صرف یہ کہ ریحان انور کا حق مارا بلکہ انہیں

زبردست دھاتی صدمہ بھی پہنچا تا اور مالی طور پر بھی انہیں ناقابل بیان

تقصان پہنچایا... لہذا وہ سات دن کے اندر اندر اس نوٹس کا جواب

دیں ورنہ ریحان انور عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کے حق دار ہوں

گے...

اس نوٹس نے احسان عادل کے ہوش اڑا دیے... اسی وقت

اکبر راضو کے گھر کی ہنسی بجی... ان کے ملازم نے باہر نکل کر دیکھا تو

عادل کے ساتھ ایک شام جلد مٹانے والے ہیں اور اس پر وگرام

میں عادل حمیر کا خون اور نشان سے ابھرے گا... لگتا ہے... اس کی

فروقت طوقانی انداز میں شروع ہو جائے گی... اور ایک دو ماہ میں

لاکھوں کا کاروبار احسان عادل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا...

ان خبروں نے ریحان انور کو پچھلی کی طرح تڑپا کر رکھ دیا...

وہ پھر شوکی برادرز کے پاس پہنچی گیا۔ اس نے دیکھا... وہ چاروں اور

ان کی ساتھی لڑکی اس کی کہانیاں پڑھنے میں پوری طرح مگن تھے...

انہیں اس کے اندر داخل ہونے کا پتا بھی نہ چلا... آخر اسے کھنکھارنا

پڑا۔

”اوہ آپ ہیں۔“ شوکی پوچھا۔

”آپ نے نئی خبریں سنیں۔“

”اگلے راضو نے جو سنائی ہیں؟“

”جی ہاں!“ اس نے فوراً کہا۔

”ہاں! سن چکے ہیں... آپ فکر نہ کریں... ہم نے

احسان عادل کے خلاف ثبوت حاصل کر لیا ہے اور کل اگلے راضو انہیں

قانونی نوٹس بھیج دیں گے۔“

”اچھا... آپ نے بھلا کیا ثبوت حاصل کر لیا اور کس

طرح؟“ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”یہ ہمارا کام ہے... آپ اس بارے میں کچھ نہ پوچھیں۔“

"اور اس کا تاول... اس کا کیا ہے گا۔ وہ اسی طرح آپ کے نام سے شائع ہوتا رہے گا۔" اکبر راجپور نے بھلاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"حد ہوگئی... میں آپ کو بتا چکا ہوں... کہ اس نے مجھے کبھی کوئی مسودہ نہیں دیا۔"

"خیر... میں آپ کی بات ریمان انور تک پہنچانے دیتا ہوں مگر اس نے دس تاولوں کے برابر معاوضہ لینا پسند کیا تو میں کون ہوتا ہوں، اس معاملے کو رد کرنے والا۔" انہوں نے منہ تپایا۔

"اور اس سلسلے میں چونکہ آپ کو میری بھی وکالت کرنا پڑے گی لہذا میں آپ کو بھی معاوضہ ادا کروں گا۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"شکر یہ! میں وہ وکیل نہیں، جو دونوں طرف سے پیسے وصول کرتا رہے۔"

"میں خیر... یہ تو طے رہا... کہ آپ اسے مجبور کریں گے۔"

"جی نہیں... میں نے طے نہیں ہوا... میں نے یہ کہا ہے کہ آپ کی پیش کش ریمان انور تک پہنچا دوں گا۔"

"چلیے... یہ بھی بہت ہے۔" یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے جانے کے بعد اکبر راجپور نے شوکی برادرز کو فون کیا اور یہ نئی صورت حال بتائی... شوکی برادرز اسی وقت ریمان انور کے

ایک بڑی سی کار کے پاس لیے قدم کے آدی کو کھڑے پایا:

"میراثام احسان عادل ہے، اکبر راجپور صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ اچھا... یہ کہہ کر ملازم نے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیا۔ پھر اکبر راجپور صاحب کو ان کی آمد کی اطلاع دی... وہ یہ سن کر مسکرا دیے اور ڈرائنگ روم میں چلے آئے... ملک ملک کے بعد احسان عادل نے کہا۔

"آپ کا ٹوٹس مجھے مل گیا ہے... میں نے سوچا تحریری جواب سے پہلے آپ سے ملاقات ہو جائے۔" انہوں نے نہایت نرم لہجے میں کہا۔

"ضرور جناب! کیوں نہیں لیکن میں اپنے مکمل ریمان انور کے حق کی بات ہی کروں گا۔"

"آپ پہلے میری بات سن لیں۔" احسان عادل مسکرائے۔

"اس میں شک نہیں کہ ریمان انور نے مجھے کوئی مسودہ لاکر نہیں دیا، یہ اس کا سفید جھوٹ ہے، لیکن اس کے اس سفید جھوٹ سے میری کس قدر بھلائی ہو گی، میں لاکھ چلاؤں گا، بیٹوں گا، لوگ یہی کہیں گے، اس شخص نے غریب کا حق مارا ہے، لہذا اس بات کو یقینی بنائیں کہ میں ریمان انور کو ایک ٹیبل دس تاولوں کے برابر معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں۔"

نے انکار کر دیا ہے۔"

"یعنی وہ دس ٹاؤنوں کے برابر معاوضہ لینے کے لیے تیار

نہیں۔"

"جی نہیں... وہ چاہتے ہیں اس معاملے کو عدالت تک لے

جایا جائے... پھر فیصلہ عدالت سے ہو۔" انہوں نے کہا۔

"میں آپ سے ایک اور ملاقات کرنا پسند کروں گا۔"

"آج اپنے... ہم آپ کو پوری طرح موقع دیں گے۔" اکبر

راہور مسکراتے۔

جلد ہی وہ پھر ان کے گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے...

کافی دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے کہا:

"میں اس معاملے کو ختم کرنے کے لیے... بدنامی سے بچنے

کے لیے... یہ کہہ سکتا ہوں کہ اچھا ٹھیک ہے... احسان عادل نے ایک

عدد مسودہ مجھے دیا تھا... اور میں سو ٹاؤنوں کے برابر معاوضہ بھی اسے

دینے کے لیے تیار ہوں... اب آپ کیا کہتے ہیں۔"

"میں کچھ کہنے کی چیز نہیں میں نہیں... میرے سائل اگر یہ

بات پسند کر لیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" وہ بولے۔

"تو آپ اس سے بچ چھ لیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں۔"

"میں آپ سے فون پر معلوم کر لوں گا۔"

گھر پہنچے، احسان عادل کی اکبر راہور صاحب سے ملاقات کے بارے

میں اسے بتایا، پھر شوکی نے کہا:

"اب آپ تائیں... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"آپ کی کیا رائے ہے۔"

"ہماری رائے کا اس معاملے میں کوئی دخل نہیں... یہ آپ کا

معاملہ ہے... ہمیں تو آپ جو کہیں گے، ہم تو وہ کریں گے..."

"تاہم میں آپ کی رائے جانا پسند کروں گا۔"

"ہماری اور اکبر راہور صاحب کی رائے یہ ہے کہ اس کیس کو

اجائے... یہ ثابت کیا جائے کہ مسودہ واقعی آپ نے انہیں دیا تھا...

اس نے اس مسودے کو اپنے نام سے چھاپ لیا اور یہ سراسر ظلم ہے

دھوکا ہے، نا انصافی ہے، دوسرے کے حق پر ڈاکا ڈالنا ہے۔"

"اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے تو میں تڑپ رہا ہوں۔"

ریحان انور نے فوراً کہا۔

"بس تو پھر... آپ بے فکر رہیں... ہم یہ بات ثابت

کر کے دیں گے..."

شوکی برادرزہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر انہوں نے یہ بات

بذریعہ فون اکبر راہور کو بتادی... انہوں نے اسی وقت احسان عادل کو

فون کیا:

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں، میرے سائل

آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ یہ مسودہ اس کا ہے۔" انہوں نے چلے گئے انداز میں کہا۔

"دیکھیے جنتاب! ہمارا کام ہے لڑنا... عدالت میں دلائل دینا، ثبوت بھجوانا... فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے۔"

"اور کیا آپ کو معلوم نہیں؟" احسان عادل نے طنز یہ انداز میں کہا۔

"کیا معلوم نہیں؟"

"یہ کہ... عدالتوں میں بھی رشوت کا زور ہے... وہاں بھی سودے بازی ہوتی ہے۔"

"ہاں ایسے بات میرے علم میں ہے... لیکن سچی جج ایسے نہیں ہوتے۔"

"آپ کو کیا پتا... کس قسم کے جج کی عدالت تک جائے گا یہ معاملہ۔"

"ہم اللہ پر بھروسہ کر کے میدان میں اترے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

اب انہوں نے شوکی کو فون کیا... احسان عادل کی گفتگو سے باخبر کیا... پھر بولے:

"تم لوگ کہاں تک پہنچے... کوئی کام کا ثبوت ملایا نہیں۔"

"ہاں انگل... کسی حد تک کامیابی ہوئی ہے... لیکن عدالت

"اوکے۔" انہوں نے سر ہلادیا۔

وہ چلے گئے... اب یہ پیغام شوکی برادرزے کے کریر بیان انور کے پاس گئے:

"اوہو... آپ سمجھتے کیوں نہیں... میں ایک رائٹر ہوں... اور ایک رائٹر کے ساتھ اس سے بڑا گھم کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس کی تحریر کوئی دوسرا اپنے نام سے چھاپ لے۔" وہ چلا اٹھا۔

"ہم سمجھتے ہیں... لیکن فریق مخالف کا پیغام پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔"

"تب پھر انہیں یہ اطلاع اخبارات میں کرنا ہوگا... کہ حمیر کا سوداگر ناول واقعی ریحان انور کا ناول ہے... اور اس ناول کو میرے نام سے شائع کرنا ہوگا... سچی یہ آگ بجھ سکے گی۔"

"آپ نے بالکل ٹھیک فیصلہ سنایا... اگر آپ اس کی پیش کش مان لیتے ہیں ہمیں بہت دکھ ہوتا... اور سچی خیالات اکبر راہور صاحب کے ہیں۔"

"شکریہ! ریحان انور مسکرا دیا۔

اس کا یہ فیصلہ بھی احسان عادل کو سنایا گیا، اس پر انہوں نے کہا:

"اچھی بات ہے... وہ دس ناولوں کے معاوضے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا اور سو ناولوں کے معاوضے سے بھی... اس کے پاس اور

بیانات لگائے گئے... اخبارات نے ان بیانات کو بھی لٹایاں طور پر شائع کیا... ان میں احسان عادل نے کہا تھا... ریمان انور ہانگل جھوٹا ہے۔ "ضمیر کا سوداگر" عادل سے اس کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں... اور پھر سات دن بعد وہ عدالت میں تھے۔

☆

اس ثبوت کو رد کر سکتی ہے۔"
"گو یا ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے... جس کو کوئی عدالت جھٹکانہ سکے۔"
"جی ہاں ایسی بات ہے۔"
"خیر تم میرے پاس چلے آؤ... ذرا دیکھوں تو سہی... وہ کیا ثبوت ہے... "انہوں نے پرسکون آواز میں کہا۔
"جی بہت بہتر... ہم آ رہے ہیں۔"
شوکی برادران کے دفتر میں چلے آئے... وہاں کافی دیر تک بحث کی گئی، آخر فیصلہ ہوا، معاملہ عدالت تک لے جاتے ہیں... اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔
اس طرح کیس درج ہوا... کیس کے درج ہوتے ہی اخبارات کو خبریں دے دی گئیں... اخبارات نے ان خبروں کو نمایاں کر کے شائع کیا... سرخیاں کچھ اس طرح تھیں:
"نوجوان اوریب نے ملک کے نامور پبلشر احسان عادل پر مقدمہ کر دیا۔"
"احسان عادل نے میرا دل چوری کیا ہے۔" ریمان انور
"ضمیر کا سوداگر" عادل میرا ہے۔" ریمان انور
"اس کا فیصلہ اب عدالت میں ہوگا۔"
دوسرے دن کے اخبارات میں احسان عادل کی طرف سے

وہ کون ہے

اس قسم کے کہیں سننے کا اختیار صرف سیشن جج صاحب کو ہوتا ہے... سیشن جج صاحب کا نام چندہری تلکام رسول تھا... انہوں نے ٹینک کے نیچے سے دونوں وکیلوں کو دیکھا، پھر بولے:

”کارروائی شروع کی جائے۔“

اس کہیں میں مدعی چونکہ ریمان انور تھا اور اس کے وکیل اکبر راضو تھے، لہذا پہلے انہیں اپنا دعویٰ پیش کرنا تھا... انہوں نے پوری تفصیل سے دعویٰ پیش کیا۔

”جناب والا! میرے منگل ایک نو جوان ادیب ہیں، ملک کے مختلف اور مشہور ادبی رسائل میں ان کی سو کے قریب کہانیاں شائع ہوئی ہیں... انہوں نے اپنی زندگی میں پہلا ناول لکھا تو اس کا نام ”ضمیر کا سوداگر“ رکھا۔ ان کے خیال میں وہ ایک بہت زبردست ناول تھا... چونکہ ان کی بہت سی کہانیاں احسان عادل صاحب کے ماہانہ پر سچے قدیل میں بھی شائع ہو چکی ہیں، لہذا اپنا ناول شائع کرانے کے سلسلے میں ان کے ذہن میں پہلا نام اُنھی کا آیا... یہ جانتے تھے، احسان

عادل صاحب ناول بھی شائع کرتے ہیں... چنانچہ یہ ان کے دفتر میں گئے، دفتر کے باہر پہلے ان کی ملاقات ایک کلرک سے ہوئی... انہوں نے انہیں بتایا، اس کے پاس ایک ناول کا مسودہ ہے جو یہ ڈائریکٹر صاحب کو دینا چاہتے ہیں... کلرک نے انہیں اندر بھیج دیا، وہاں آفس کے باہر ایک جبر اسی موجود تھا، انہوں نے اسے بھی بجی بات بتائی اس نے انہیں اندر جانے کا اشارہ کیا... یہ اندر داخل ہوئے، اندر احسان عادل اپنی کرسی پر بیٹھنے لگے کسی کو خط لکھ رہے تھے... میز پر ان کے سامنے پیٹہ تھا، ہاتھ میں قلم، انہیں دیکھ کر انہوں نے ہاتھ روک لیا، ریمان انور نے انہیں بتایا، ان کے پاس ایک ناول کا مسودہ ہے... تعارف کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ان کی سو کے قریب کہانیاں شائع ہو چکی ہیں۔ احسان عادل صاحب نے انہیں بتایا کہ وہ ان کا نام جانتے ہیں وہ اس طرح کہ ان کے ماہانہ پر سے میں چھپتا رہتا ہے۔ پھر انہوں نے مسودہ ان سے لے لیا اور انہیں دو دن کے بعد آنے کے لیے کہا، لیکن جب دو دن بعد یہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے انہیں پکڑنے سے انکار کر دیا... اور کہا کہ وہ دو دن پہلے چرگز ان کے پاس نہیں آئے تھے۔ اس مقدمے میں مجھے ثابت ہے کہ تاہم کہ میرے منگل احسان عادل کے دفتر گئے تھے اور ”ضمیر کا سوداگر“ ناول کا مسودہ انہیں دیا تھا... جسے بعد میں انہوں نے اپنے نام سے شائع کیا... اور اب دھڑا دھڑا اس ناول کو فروخت کر رہے ہیں... بس جناب والا! اپنی

تھے ہیں کہ رحمان انور وہاں کوئی مسودہ لے کر نہیں آئے تھے، لہذا میں انہیں بلانے کے بعد اس کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اور براہ راست ہمارے پاس جھوٹ ہے، وہ پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

”ٹھیک ہے، آپ پیش کریں۔“

”جناب والا! جب میرے مسائل احسان عادل صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے تو یہ کسی کو ایک خط لکھ رہے تھے۔ کرسی پر بیٹھے وقت ان کی نظر غیر اداری طور پر چاڑھی۔ اس خط پر جناب افضل شیرازی صاحب لکھا انہیں نظر آیا تھا۔ اب اگر اس زور کی ڈاک میں اس نام کے شخص کو خط پست ہوا ہے تو میرے مسائل سے ہیں۔ یہ اس روز وہاں گئے تھے اور انہوں نے مسودہ دیا تھا احسان صاحب کو لہذا میرا مطالعہ ہے۔۔۔ فریق مخالف ڈاک والا رجسٹر پیش کریں۔ ہم اس تاریخ کی ڈاک میں افضل شیرازی کا نام دیکھیں گے۔“

”آپ کو اس بارے میں کوئی اعتراض ہے؟“ بیج صاحب نے احسان عادل کے وکیل سے پوچھا۔

”جی نہیں جناب والا۔۔۔ اعتراض کیا۔۔۔ آج وہ تاریخ پر رجسٹر پیش کر دیا جائے گا۔“

”جب پھر کل تک لیے عدالت برعزت، آپ کل ہی یہ رجسٹر پیش کریں۔“

”بہت بہتر جناب والا۔“

ایکھاٹی تقریر میں مجھے بھی کہنا تھا۔“

یہاں تک کہ کروہ قدرے جگے اور پیچھے ہٹ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔۔۔ اب احسان عادل کے وکیل اٹھے، ان کا نام پرویز اختر اور یہ ان کے اپنے ادارے کے وکیل تھے۔۔۔ انہوں نے کہا شروع کریں۔“

”جناب والا! میرے مسائل شہر کے ایک بہت مشہور و معروف اور ٹیک نام ادارے عادل پبلشرز کے مالک ہیں، یہ ایک ماہانہ رسالہ بھی شائع کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر ماہ کی کتابیں شائع کرتا ان کا معمول ہے، آج تک کبھی ان کے بارے میں کوئی ایسی بات سننے میں نہیں آئی کہ انہوں نے کسی کا مسودہ اپنے نام سے شائع کر لیا ہو۔۔۔ لہذا یہ ان کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک حد سازش کی گئی ہے۔ اور فریق مخالف کے پاس اس بات کا ثبوت نہیں، کہ میرے مسائل کے مدعی مسودہ چرایا ہے۔۔۔ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ عدالت میں پیش کریں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ مجھے بس یہی کہنا تھا یہاں تک کہ رحمان عادل کا وکیل اچھی کرسی پر آ بیٹھا۔

”آپ کو اجازت ہے۔۔۔ ثبوت پیش کریں۔“ بیج صاحب نے اکبر راہوری کی طرف دیکھا۔

”جناب والا۔۔۔ اس کیس میں ہمارے پاس دو گواہ ہیں۔۔۔ وہ بھی دوسرے فریق کے دفتر میں ملازم ہیں، وہ پہلے ہی یہ بیان دے

پہلا کھڑا نہیں۔"

یہ کہہ کر وہکیل کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اکبر راجپوت صاحب! مناسب ہوگا کہ آپ بھی اس رجسٹر کو دیکھ لیں... تاکہ پھر یہ کیس کی فائل میں شامل کر دیا جائے گا۔"

"بہت بہتر چناب والا۔" انہوں نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کہا۔

اس کا مطلب ہے... وہاں افضل شیرازی کا نام موجود نہیں تھا اور رجسٹر پر صفحات بھی شروع سے آخر تک لکھے ہوئے تھے، گو یا رجسٹر میں سے کوئی صفحہ غائب بھی نہیں تھا... انہوں نے پرنسٹون انڈاز میں رجسٹر کا معائنہ کیا اور پھر عدالت کی میز پر رکھ دیا:

"ٹھیک ہے چناب والا... اب ہم دوسرا ثبوت پیش کریں گے۔"

"شروع! کیوں نہیں۔" مخالف وہکیل مسکرایا، اس کے چہرے پر کامیابی کی جھلک صاف نظر آ رہی تھی۔

"چناب والا! یہ ہیں وہ کہانیاں جو اس ٹاول سے پہلے میرے سائل نے لکھیں اور مختلف رسائل میں شائع ہوئیں اور یہ ہے وہ ٹاول... جس کا مسودہ میرے سائل نے احسان صاحب کو دیا اور بعد میں جس کو انہوں نے اپنے نام سے شائع کیا... میں نے ٹاول پر اور ان کہانیوں پر نشانات لگائے ہیں... چند مخصوص الفاظ جو ایمان انور

جی صاحب انھ کھڑے ہوئے... وہ بھی عدالت سے باہر آئے، اکبر راجپوت چپ چپ تھے۔

"آپ کو کیا ہوا اکل...؟" شوکی نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے... یہ ثبوت نہیں ملے گا... مخالف وہکیل کا اطمینان تھا ہے، انہیں اس کمزوری کا پہلے سے علم ہے لہذا انہوں نے اس کا پہلے ہی کوئی نوڈ کر رکھا ہوگا... ڈاک والے رجسٹر میں ردوبدل کر دینا بھلا کیا مشکل ہے۔"

"لیکن اکل... ردوبدل کرنے کے آثار نظر آ جائیں گے۔"

"اور اگر آثار نظر نہ آئے۔"

"اس صورت میں شوکی ہم وہ ثبوت پیش کریں گے... جو ہم نے حاصل کیا ہے۔"

"اوہ ہاں... واقعی... تب پھر آپ فکر مند نہ ہوں۔" شوکی

مسکرایا۔

"اچھا... نہیں ہوتا۔" وہ بھی مسکرا دیے۔

دوسرے دن عدالت کی کارروائی شروع ہوئی... مخالف وہکیل نے رجسٹر کھول کر جی صاحب کے سامنے رکھ دیا اور بولا:

"ریحان انور صاحب کا بیان ہے کہ وہ مسودہ 7 جولائی کو لے کر احسان صاحب کے دفتر میں داخل ہوئے تھے، لہذا سات جولائی کے روز جتنے خطوط پست کیے گئے... ان کے نام پتے یہاں درج ہیں"

”جی ہاں جناب والا۔“

”اور اس کیس کے سلسلے میں اب آپ دونوں مزید کچھ نہیں

کہنا ہے۔“

”جی نہیں جناب والا۔“

”اوکے... تمہیں روز بعد مقدمے کا فیصلہ سنایا جائے گا۔“

وہ عدالت سے باہر آ گئے... ان کے چہرے اترے اترے

سے تھے۔

”اکٹل! کیا ہم یہ کیس ہار رہے ہیں۔“ شوکی نے بیٹھی آواز

میں کہا۔

”کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“

”جب کہ ہم جانتے ہیں... اسبان عادل نے چوری کی

ہے... ہمارے سر ریحان انور سچے ہیں۔“

”ہاں ایہ بات ہم جانتے ہیں... لیکن جج صاحب یہ باتیں

نہیں جانتے... وہ تو فیصلہ اس ٹاکس کا مفاد کرنے کے بعد سنائیں گے

جو اس وقت تک دونوں طرف سے ٹکس کی گئی ہے۔“

”اللہ اپنا رحم فرمائے... نہ جانے کیا بات ہے، میرا دل تو بیٹھا

جار رہا ہے۔“

”اللہ پر بھروسہ رکھو... اللہ پر۔“

اسی روز شوکی کے فون کی گھنٹی بجی... اس نے بے خیالی کے

صاحب گھسنے کے عادی ہیں اور اپنی تحریر میں غیر اداری طور پر وہ

جاتے ہیں... بالکل وہی الفاظ دہل میں جگہ جگہ دیکھے جاسکتے ہیں۔

مثلاً تاق نہ جانے آگن نیز صا، ایک کر یا دوسرا ٹیم چڑھا... بات

بات، نکمیں، نکمیں فٹش، اور ان سب سے بڑھ کر ان کا ایک خاص

جملہ... حد ہوگی تو بے تم سے... یہ سب الفاظ ان کہانوں میں نمایاں

طور پر دیکھے جاسکتے ہیں... جب کہ اس دہل میں بھی یہ جگہ جگہ نظر آ

تھیں نا۔۔۔“ یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

جج صاحب نے مخالف وکیل کی طرف دیکھا:

”آپ اس بارے میں کچھ کہنا پسند کریں گے۔“

”جی ہاں جناب والا یہ کوئی ثبوت نہ ہوا... اس قسم کے الفاظ

تو کوئی رائٹر بھی اپنی تحریر میں لکھ سکتا ہے... کیا اتنی سی بات پر میرے

سواکل کو جھوٹا قرار دے دیا جائے گا... جو اس وقت شہرت کی بلند عو

ہیں... اور صرف ایک دہل لکھ کر... گو یا ریحان انور سو کہانیاں لکھ کر

وہ شہرت حاصل نہ کر سکے جو میرے سواکل نے صرف ایک دہل لکھ کر

حاصل کر لی... اور شاید یہی پہلی اور تکلیف ریحان انور کو عدالت میں

لے آئی ہے۔۔۔“

ریحان انور کا رنگ اڑ گیا... اور احسان عادل کے چہرے

پر رونق سی رونق نظر آ رہی تھی... ایسے میں جج صاحب کی آواز گونجی:

”کیا آپ دونوں اپنے دلائل مکمل کر چکے ہیں؟“

”کیا آپ مایوسی کا شکار ہو گئے اگلے؟“ شوکی نے پریشان ہو کر کہا۔

”نہیں شوکی... ایسی کوئی بات نہیں، لیکن اس کیس میں مجھے اپنا بار صاف نظر آ رہی ہے... ہم نے جو ثبوت پیش کیا، بیج صاحب اس سے متاثر نہیں ہو سکے۔“

”اس کے باوجود اگلے... امید پر دنیا قائم ہے۔“

”ہاں ایسے... خیر وہ نئی خبر کیا ہے؟“

”ایک گناہ فون موصول ہوا ہے... فون کرنے والے کا کہنا ہے کہ اس کیس کا فیصلہ اس کے ہاتھ ہے... وہ جو چاہے، فیصلہ کر سکتا ہے... اگر ہم لوگ اس سے معاملہ طے کریں گے تو بیج صاحب فیصلہ ہمارے حق میں سنا دیں گے... ورنہ احسان عادل صاحب کے حق میں ہی دے دیں گے... ہمیں فون کرنے کے بعد وہ انہیں بھی فون کرے گا۔“

”انہیں... کیا مطلب؟“ اکبر راہور نے چونک کر کہا۔

”انہیں... یعنی احسان عادل صاحب کو۔“

”ارے باپ رے... کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو شوکی کہ جو پارٹی اسے بڑی رقم دے گی... وہ فیصلہ اسی کے حق میں کر دے گا... اوہ... میں سمجھ گیا۔“

”اور آپ کیا سمجھ گئے اگلے۔“

عالم میں رہے سہو راہنما تو دوسری طرف سے کتنی نے پھنسی پھنسی آؤ، اور میں کہنا۔

”اس کیس کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے... جو میں چاہوں گا وہ فیصلہ ہو گا۔“

”کیا مطلب... آپ کون ہیں؟“

”آپ پہلے اپنے اکبر راہور سے بات کر لیں، اور میں احسان عادل سے بات کرتا ہوں۔“

”کیا مطلب؟ یہ آپ نے کیا کہا؟“ شوکی نے ہولکا کر پوچھا۔

”مطلب یہ کہ اسی طرح کا ایک فون میں احسان عادل صاحب کو کروں گا... آپ دونوں میں سے جو مجھے زیادہ پسند دے گا... کیس کا فیصلہ اس کے حق میں ہو گا۔“

”آپ کا نام... پتا؟“ شوکی نے جلدی سے کہا۔

”پاگل ہوئے ہیں... میں اپنا نام اور پتا کس طرح بتا سکتا ہوں۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا... شوکی نے فوراً اکبر راہور کے فہرے مائے دان کی آواز سنتے ہی اس نے کہا:

”اسلام بیگم... ایک نئی خبر سننے کے لیے تیار ہو جائیں۔“

”اب کیا خبر ہے بھی۔“ ان کے لہجے میں تسکین تھی۔

"جی کیا مطلب... اب ہمارا کیا کام رہ جاتا ہے... عدالت فیصلہ سنانے والی ہے اور ہم اس مسئلے میں بھٹا کیا کر سکتے ہیں۔"

"یہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دماغ و مفاہیر بنا کر دیا ہے نا شوکی... یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے... آج ہم یہ سوچ سوچ کر حیران ہوتے ہیں... دنیا نے سخی ترقی کرتی ہے... کہیں لڑکے ایجاد کر رہے ہیں... جس کے کام انسانی عقل میں نہیں آتے... لیکن ذرا سوچو... یہ کہیں نہیں تو انسانی عقل کی ایجاد ہے..."

"آپ ٹھیک کہتے ہیں اگلے۔" آفتاب نے سر ہلایا۔

"جب پھر شوکی... سوچو... غور کرو... دو کون درمیانی آدمی ہے... جسے یہ معلوم ہے... کہ ریحان انور نے مسودہ احسان عادل کو دیا تھا۔"

"اوہ... دو کون ہے۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"یہ تم سوچو گے... تم معلوم کرو گے... کیونکہ فون پر تم اس کی آواز سن چکے ہو۔"

"اوہ ہاں واقعی... اور اگلے ایسے صرف دو آدمی ہیں... جو یہ بات جانتے ہیں... احسان عادل کے دفتر سے باہر ملنے والے کلرک یا پھر ان کا چیراگی... ان دونوں میں سے کوئی ایک لابی میں آ گیا ہو اور اس نے سوچا ہو کہ موقع اچھا ہے... جتنے دریا میں ہاتھ دھو... اس وقت احسان عادل سے ایک بڑی رقم وصول کرنا بہت آسان ہے۔"

"یہ دور جیسے دور ہے شوکی... ہر طرف رشوت کا بازار گرم ہے... فون کرنے والا ضرور کوئی رشوت کا ایجنٹ تھا... ایسے لوگوں کا کام ہے کہ ایک پارٹی سے پیسے لے کر آگے دے دیتے ہیں... اور پھر فیصلہ اس کے حق میں کر دیتے ہیں... جو انہیں پیسے دے... اس کے خلاف فیصلہ سنوا دیتے ہیں۔"

"ان حالات میں آخر لوگ عدالتوں پر کس طرح بھروسہ کرتے ہیں۔"

"کیے بغیر چارہ بھی نہیں... آخر جی بولے والے کہاں جائیں گے... فیصلے تو انہی عدالتوں سے لینے پڑتے ہیں... ہاں یہ ضرور ہے کہ سب کے سب ایسے نہیں ہیں... اچھے لوگ بھی ہیں... جو رشوت سے کوسوں دور بھاگتے ہیں... اللہ اپنا رحم فرمائے... یہ واقعی ایک پریشان کن صورت حال ہے... پہلے چند فیصلہ امید اگر تھی کہ شاید ہمارے حق میں فیصلہ ہو جائے... اب وہ بھی ختم ہوتی محسوس ہوتی ہے... اس لیے کہ احسان عادل بہت دولت مند شخص ہے... وہ فوراً اس آدمی سے بات طے کرے گا..."

"پھر... پھر اب کیا ہوگا اگلے... کیا ریحان انور کو ہم اس کا حق نہیں دلا سکیں گے۔" شوکی گویا رو دیا۔

"یہاں سے تمہارا کام شروع ہوتا ہے شوکی۔" اکبر راہوہ مسکرائے۔

”تب پھر فون کرنے والا کون ہے... اس کے پاس کیا بوت ہے؟“ شوکی نے پتہ نہ لایا۔

”مجھے نہیں معلوم شوکی... یہ تو تمہیں معلوم کرنا ہے... اگر تم پتا چاہتے ہو... ریمان انور کو اس کا حق مل جائے... تو تمہیں اس تیسرے کو حاش کرنا ہوگا۔“

”یہ تو ہم جیسے مشکل میں پھنس گئے... ہم اس کیس کو پتہ آسان اور سیدھا سادا سمجھتے تھے... یہ تو اتنی الجھا ہوا تھا... خیر انکل پہلے ہم کلرک اور چھ اسی سے مل کر چند باتیں تو کری کر لیں... اس طرح ہم ان کی آواز سن سکیں گے اور اندازہ ہو جائے گا... یہ ان میں سے کسی کا کام ہے یا نہیں۔“

”بالکل ٹھیک۔“ وہ مسکرائے۔

دوسرے دن دو نو بجے صبح احسان عادل کے دفتر میں داخل ہوئے... کلرک نے انہیں نظر عمر کر دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

☆

”بالکل ٹھیک شوکی۔“ اکبر راجہ پر جوش انداز میں ہوئے۔

”لیکن انکل۔“ آفتاب نے ذرا سے انداز میں کہا۔

”لیکن کیا۔“ اکبر راجہ اس کی طرف مڑے۔

”احسان عادل کا چچا اسی یا کلرک ہمیں تو فون کر سکتا ہے...“

وہ احسان عادل سے کیسے فون پر بات کر سکتا ہے... اس کی آواز تو وہ صاف پہچان لیں گے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ احسان عادل کے مقابلے پر ہم سے رقم لینے کی کوشش کرے گا... بھلا ہم سے اتنی بڑی رقم مل جائے گی... مئی نہیں... وہ رقم وصول کرے گا احسان عادل سے... ہمیں تو وہ صرف آلہ کار کے طور پر درمیان میں لایا ہے... اب ظاہر ہے... اگر وہ ہم سے رقم لے گا تو اسے عدالت میں بیان دینا ہوگا... اور اس طرح اسے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑے گا... کیا یہ سودا اس کے لیے فتنے کا سودا ہوگا... مئی نہیں... لہذا میرا خیال ہے... نہ تو وہ احسان عادل کا کلرک ہے... نہ چچا اسی... وہ تو کوئی تیسرا ہے۔“

”کوئی تیسرا... لیکن کسی تیسرے کو یہ بات کیسے معلوم ہے...“

اور اگر معلوم ہے تو بھی اس کی کیا اہمیت... عدالت تو ثبوت مانگے گی... یعنی اس سے پوچھنے کی... جو بات وہ کہہ رہا ہے... اس کا ثبوت کیا ہے... مثلاً یہ بات تو ہم میں سے ہر ایک کو معلوم ہے کہ احسان عادل کو ریمان انور نے مسودہ دیا ہے... سوال تو یہ ہے کہ ہم عدالت کو کیسے یقین دلایں۔“

”جی... جی... نہیں نہیں... دو سات کو نہیں... 9 بج رہا ہے“

”اے اس نے جلدی سے کہا۔“

”اچھا... کیا واقعی؟“ آفتاب نے طنز سے انداز میں کہا۔

”جی واقعی... بھلا میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔“

”یوں اچھا غیر... ہم ذرا احسان عادل صاحب کے چچا اسی

سے بھی ملتا جا رہے ہیں۔“

”اگر پہلے جا سکیں... وہ ان کے دروازے پر بٹ گا۔“ اس

نے اشارہ کیا۔

”شکریہ۔“ وہ بولے اور اندر کر اندر کی طرف بڑھے۔

دفتر کے دروازے پر وہ کرسی میں ڈھیر تھا... انہیں دیکھ کر اس

کی جھٹکاٹی پر بھی کھیریں ابھر آئیں۔

”کیا بات ہے آپ کون ہیں۔“ وہ یکدم سیدھا ہو گیا۔

”شوکی برادرز۔“

”شوکی برادرز... میں سمجھا نہیں۔“

”سمجھ جائیں گے... 7 جھٹکاٹی کو جب رحمان انور یہاں

آئے تو ان کے ہاتھ میں مسودہ تھا۔“

”کیا مطلب۔“ وہ چونکا۔

اب شوکی نے اپنا تعارف کرا لیا، پھر اس سے اس کا نام پوچھا۔

”میرا نام نواز بھائی ہے۔“

اتنی بڑی رقم

اسے اس طرح خوف زدہ ہوتے دیکھ کر ان کی حیرت کا کوئی
ظہان نہ رہا... پھر وہ اس کی طرف بڑھے... اس کی میز کے آگے کی
کرسیاں چھٹی تھیں:

”کیا ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں۔“

”جی... جی... ضرور... کیوں نہیں۔“ اس نے پوچھا کر کہا۔

ان کی حیرت اور بڑھ گئی... کہ آخر یہ شخص اتنا گھبرا کیوں رہا

ہے۔

”بھیس عام طور پر شوکی برادرز کہا جاتا ہے... اور ہم

پرانیو بٹ جاسوس قسم کی چھڑیں ہیں۔“ شوکی نے گویا اپنا تعارف کرا لیا۔

”اوہ اچھا... فرمائیے... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“

”آپ کا نام؟“ شوکی نے پوچھا۔

”شریف خان۔“ وہ بولا۔

”7 جھٹکاٹی کو جب یہاں رحمان انور آئے تو اس کے ہاتھ میں

مسودہ تھا... یہ ٹھیک ہے نا۔“ شوکی نے فوراً کہا۔

”کسی نے نہیں... یہ ہمارا اندازہ ہے۔“ شکی مسکرایا۔
 ”اپنے انداز سے اپنے پاس رکھیے... اور چلتے پھرتے نظر
 دے... ورنہ آپ کیس کو بلوانوں گا۔“

”اس کی ضرورت نہیں... ہم چارہ ہیں اور آپ سے
 شامہ اللہ عدالت میں ملاقات ہوگی۔“ شکی نے جے کے انداز میں
 ”ہاں! وہ تو خیر ہوگی... آخر مجھے بھی فیصلہ سننے کے لیے تو
 دیکھنا ہی ہوگا۔“ وہ مسکرایا۔

”وہ باہر نکل آئے... ایسے میں شکی نے کہا:
 ”آخر کلک شریف خان ہمیں دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہو گیا
 تھا۔۔۔۔۔“

”اس سوال کا جواب ہم اب تک نہیں سوچ سکے۔“
 ”جب پھر اس سوال کا جواب ہمارے انسپکٹر کا شان اہل
 میں گئے... آؤ ایک فون انہیں بھی سنی۔“ یہ کہہ کر شکی ایک پبلک فون
 خانہ کی طرف بڑھ گیا... سب انسپکٹر کا شان ان کے دوست تھے اور
 انہیں بہت پسند کرتے تھے... یہ اکثر ان کے کام بھی آتے رہتے تھے...
 اب بھی سب انسپکٹر کا شان کا واسطہ کسی الجھے ہوئے کیس سے چلتا...
 اور یہ انہیں بلا لیا کرتے تھے... اور یہ انہیں عجیب عجیب طرح سے کیس حل

”شکر یہ نواز بھائی اب ہمارے سوال کا جواب دیں۔“
 ”تک... کون سے سوال کا؟“ اس نے گہرا کر کہا۔
 ”آجروالی کو جب رحمان انور یہاں آیا تو اس کے ہاتھ میں
 مسودہ تھا؟“

”جی نہیں... وہ سات کو نہیں... نو کو آیا تھا۔“
 ”معلوم ہوتا ہے... احسان عادل صاحب نے آپ دونوں
 کو ملنے کی طرح پتہ چلایا ہے۔“

”یہاں تک آپ کیا کہہ رہے ہیں۔“ نواز بھائی نے منہ دھاپا۔
 ”میں اس لیے دروازہ کھلا اور احسان عادل باہر نکلے... انہیں
 دیکھ کر ان کا چہرہ سرخ ہو گیا... وہ چیخنے کے انداز میں بولے:
 ”یہاں آپ لوگوں کا کیا کام۔“

”ہم اپنے کیس پر کام کر رہے ہیں۔“
 ”وہ تو ختم ہو چکا... اب تو عدالت سے فیصلہ سنایا جاتا باقی
 ہے۔۔۔۔۔“

”لیکن ہمیں ایک حد تک نام فون موصول ہوا ہے۔“ شکی نے
 تر سے کہا۔
 ”کیا مطلب؟“ وہ چلا اٹھے۔

”اس کا مطلب ہے... آپ کو بھی فون ملا ہے۔“
 ”نہیں نہیں... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا۔“ اس نے فوراً

کر کے دے دیا کرتے تھے۔ اس وقت سب انسپلر کا شان کی جھلک
 دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔۔۔
 شوکی نے ان کے نمبر ملائے، ان کی آواز سنتے ہی اس نے
 کہا:
 "انگل! آپ سے ایک کام ہے۔"
 "ماضیوں شوکی۔" اس نے فیس کر کہا۔
 "آپ کو احسان عادل کیس کا توجہ ہو گا۔"
 "افہارات میں پڑا چکا ہوں۔ مجھے افسوس ہے۔۔۔ تم
 کیس بار رہے ہو۔"
 "ہم ابھی نہیں بارے۔۔۔ ایک دو باتیں سامنے آئی ہیں۔"
 انگل۔۔۔ ہم اس وقت احسان عادل صاحب کے دفتر کے باہر موجود
 ہیں۔ کیا آپ آنا پسند کریں گے۔"
 "کیا اسی وقت شوکی؟" انہوں نے چونک کر پوچھا۔
 "ہاں انگل۔۔۔ اسی وقت۔"
 "اچھی بات ہے۔۔۔ آجاتا ہوں۔۔۔ لیکن کام کیا ہے۔"
 "آپ آ رہے ہیں۔۔۔ سبکی تادیبیں گے۔"
 "اچھا لھیک ہے۔۔۔ چند روٹ تک پہنچ سکوں گا۔"
 چند روٹ بعد وہ ان کی جیب میں پیسے، انہیں تفصیل
 رہے تھے۔ آخر میں شوکی نے ان سے کہا:

"اب۔۔۔ انگل۔۔۔ سوال یہ ہے۔۔۔ شریف خان ہمیں دیکھ کر
 کھڑے ہو کر کیوں ہوا ہے۔"
 "واقعی یہ عجیب بات ہے۔۔۔ لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"
 سب انسپلر کا شان نے کہا۔
 "آپ اندر جا کر اسے ایک ٹھہر دیکھا آئیں۔۔۔ شاید اس طرح
 ہم کوئی اہم بات معلوم کر لیں۔"
 "اچھی بات ہے شوکی۔۔۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔" وہ مسکرا
 دیے۔
 پھر وہ اس عمارت میں داخل ہو گئے۔۔۔ جونہی انہوں نے
 ٹھہر کو دیکھا، ان کی خوشامیانی پر ہل پڑ گئے۔
 "یہ۔۔۔ یہ تم ہو ہوئے خان۔"
 شریف خان نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور پھر اس کا
 چہرہ وسیع پڑ گیا۔
 "تم نہیں جناب! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ میرا نام
 شریف خان ہے۔"
 "لیکن بھی۔۔۔ میں بچکانے میں غلطی نہیں کرتا۔۔۔ مجھے تو
 پولیس میں ایسی اس صلاحیت کی بنیاد پر گیا تھا۔۔۔ میں اس وقت کا تفصیل
 تھا۔۔۔ جب تم چوری کے کیس میں پکڑے گئے تھے۔"
 "لھیک ہے جناب! لیکن اب میں باعزت ملازمت کرتا

"اب شوکی... اب کیا ہوگا۔" سب ان کے کھانے کے لیے۔

"وہی ہوگا انکل... جو خدا کو منظور ہوگا۔"

"گناہ ہے... تم یہ کیسے بار بار دہرائے... ریمان انور کو اس کا

حق نہیں دلا سکو گے۔"

"اللہ مالک ہے... ویسے ایک بات کا ہمیں یقین ہے انکل...

اور وہ یہ کہ تمام فون کرنے والا نہ تو شریف خان ہو سکتا ہے، نہ نواز

بھائی... اس لیے کہ انہیں تو سامنے آنا پڑے گا، چاہے وہ ہم سے رقم

لیں چاہے احسان عادل سے... دونوں صورتوں میں وہ جیسے نہیں رہ

سکتے... اس لیے وہ کوئی تیسرا آدمی ہے... اس تیسرے کو اگر احسان

عادل سے ایک بڑی رقم مل جائے تو وہ بالکل خاموش چھپ جائے گا اور

اگر ہم ان کی نسبت اسے بڑی رقم دے دیں...

"لل... لیکن یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... ہمارے بچک

میں تو..." آفتاب نے نگہ کر کہا تھا چاہا۔

"اوہو! میں سمجھتا ہوں... ہمارا مکمل ایک غریب آدمی

ہیں... ہم بھی غریب ہیں... ہمارے انکل راجو بھی اسے امیر نہیں...

لیکن میرے ذہن میں ایک صاحب ہیں... شاید وہ احسان عادل سے

بڑی رقم دے سکیں... فی الحال بات فرض کر کے کہہ رہا ہوں... اگر ہم

اس تیسرے کو ایک بڑی رقم دینے کے قابل ہو جائیں تو پھر اسے

عدالت میں پیش ہو کر احسان عادل کے خلاف دو ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

ہوں... کسی جرم سے میرا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔"

"ہم یہ بات بھی ماننے لیتے ہیں، لیکن اگر ریمان انور کے

آئے تھے اور احسان عادل کو ان کا ناول اس قدر پسند آ گیا تھا کہ

انہوں نے اس کو اپنے نام سے شائع کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تو ان کا

بات ہے، انہوں نے پہلے آپ سے اور نواز بھائی سے بات کی ہوگی

کہا ہوگا، اس کو جو ان کی آواز کے بارے میں کوئی بھی پوچھے،

جواب دینا کہ نہیں جانتا... یہ ہمارے دفتر میں نہیں آئے تھے...

کہنے کو آپ جرم خیال نہیں کرتے، اس لیے کہ آپ کے ذہن میں ایک

بات ہے، یہ کہ آپ ان کے ملازم ہیں، لہذا وہی کریں گے، جو یہ کہیں

گے... اب اسے سے کام کو آپ جرم کیوں سمجھنے لگے، لیکن یہ آپ کی

بھول ہے... ہمارے خیال کے مطابق احسان عادل نے یہ کام کر کے

ایک سنگین جرم کیا ہے، جو ان کے جرم کو چھپانے کا وہ جرم میں شریک

سمجھا جائے گا... اسے بھی ان کے ساتھ نیکل چاہنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے جنتا! اب آپ ان کا جرم ثابت کر دیں گے

میں بھی ان کے ساتھ نیکل چلا جاؤں گا۔" شریف خان نے برا سامنا

کرایا۔

"اچھی بات ہے، آپ کی مرضی۔"

وہ وہاں سے نکل آئے... ان کے پیروں پر پریشانی صاف

نظر آ رہی تھی۔

"اور میں کیا بھول رہا ہوں... دراصل یہ تو میری اپنی بات ہے۔"

"یہ کہ جرم چھپ نہیں سکتا... مجرم سے کوئی نہ کوئی غلطی ضرور ہوتی ہے اور یہ کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔"

"ارے باپ رے! یہ تو بہت سی باتیں ہو گئیں... اچھا بھئی تم جانو... میں چاہا۔"

اب وہ ریحان انور کو ساتھ لے کر اکمل خان کے گھر پہنچے... ان کی عالی شان کوٹھی دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے... اکمل خان ان سے بہت گرم چوٹی سے ملے... ساری بات سن کر وہ فوراً بولے:

"پروا نہ کریں... جیسے بھی ہو... احسان عادل کے جھوٹ کا پردہ فاش کریں... جو رقم اس تیسرے کو وہ دے سکتا ہے، میں اس سے دو گنا رقم دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ! اب ہمارا حوصلہ بہت بڑھ گیا... ہم دھڑلے سے اس تیسرے سے بات کر سکیں گے... یہ کہہ کر وہ انھیں کھڑے ہوئے۔

"لیکن بھائی جان... آخر ہم یہ کیسے رشوت دے کر کیوں جیتنا چاہتے ہیں۔" آفتاب نے براہ راست بتا کر کہا۔

"غلط کچھ... ہم اس تیسرے کو رقم دینے کی صرف بات کریں گے... دیں گے نہیں..."

اس طرح گویا وہ سامنے آنے سے نہیں ڈرتا۔ سوال یہ ہے وہ کون ہے۔

"شوکی یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔"

"ہاں نہیں وہ کون ہے... پہلے آپ یہ بتائیں... وہ کون ہے جو اس کیس میں ایک بڑی رقم دے سکتا ہے... مجھے تو دور دور تک ایسا کوئی آدمی نظر نہیں آ سکتا۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"بابا... تم اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ... ایسا آدمی ہمارے پاس موجود ہے۔" شوکی ہنسا۔

"آخر وہ کون ہے۔"

"اجمل خان کے والد اکمل خان... وہ بہت بڑے کاروباری آدمی ہیں۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اور اب ہم اس سے ملنے جا رہے ہیں۔"

"تب پھر ریحان انور کو ساتھ لے چلتے ہیں۔" آفتاب نے مشورہ دیا۔

"اوکے۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"میں تو پھر چلتا ہوں... میری ضرورت محسوس ہو تو بلا لینا... ویسے میرا خیال ہے، احسان عادل نے اپنا کام بہت نکال کر رکھا ہے... تم انہیں مجرم ثابت نہیں کر سکو گے۔"

"آپ بھول رہے ہیں اگلے... شوکی مسکرایا۔"

"ریت بڑھانے کے لیے۔" وہ پھر ہنسا۔

"کیا مطلب جناب؟ ریت بڑھانے کے لیے۔"

"ہاں! اب میں احسان عادل کو بتاؤں گا کہ تم مجھے چار لاکھ دینے کے لیے تیار ہو۔ تو وہ یقین نہیں کریں گے۔"

"تمہاری طرف سے آپ کو اجازت ہے، انہیں بتا دیں، اس مسئلے میں ہمارا ساتھ اکمل خان دے رہے ہیں۔... اکمل انٹرنیٹ کا کام سنا ہے؟"

"اوہ... وہ اکمل خان۔" وہ چونکا۔

"جی ہاں اوہ اکمل خان۔"

"بہت خوب! یہ بہت زوردار بات ہوئی... اب میں یقیناً ایک بڑی رقم حاصل کر سکوں گا۔... پہلے احسان عادل صاحب کہہ رہے تھے... وہ مجھ کے شکے کیا دے سکتے ہیں بھلا۔"

"یہ کیا تھا انہوں نے۔" شوکی نے جھلک کر کہا۔

"ہاں! ابھی کہا تھا۔"

"جب پھر تمہاری طرف سے آٹھ لاکھ۔"

"ارے باپ دے... یہ تو بہت تیزی سے رقم بڑھنے لگی۔"

"یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔"

"ہم انکل کا نشان کے ذریعے اس کا فون نمبر معلوم کرنے کی

کوشش کیوں نہ کریں۔" آفتاب نے پوچھا۔

"جب پھر یہ بات اکمل خان صاحب سے کرنے کی ضرورت تھی؟"

"تاکہ جب ہم تیسرے سے بات کریں تو ہمارے اندر چھٹی ہو۔"

"پہلے ٹھیک ہے۔"

دوسرے دن اس کا فون پھر آیا۔ وہ چونک گئے۔ اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"شوکی بات کر رہا ہوں جناب۔"

"کیا فیصلہ کیا؟" اس نے پوچھا۔

"احسان عادل آپ کو کتنی رقم دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"دو لاکھ روپے۔"

"ہم چار لاکھ دیں گے۔"

"یہ پر کی اڑا رہے ہو۔" وہ ہنسا۔ اس کی فہمی میں ایک عجیب سی ٹھنک تھی۔... یہ ٹھنک شوکی نے پہلی بار محسوس کی اور اس کو اپنے دماغ میں محفوظ کر لیا۔

"نہیں جناب! انہوں نے بات کر رہا ہوں۔"

"تم نے دو لاکھ خواب میں بھی دیکھے ہیں۔"

"اگر آپ کے خیال میں ہم نہیں دے سکتے... تو اس مسئلے

میں آپ ہم سے بات کیوں کرتے ہیں۔" شوکی کو فضا آ گیا۔

ملاقات

اکمل خان کے فون کی گھنٹی بجی... انہوں نے ریسیور اٹھا لیا تو دوسری طرف سے احسان عادل نام بتایا گیا... ان کی پیشانی پر غل پڑ گئے:

”فرمائیے! آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔“

”میں نے سنا ہے... آپ نے شوکی برادرز سے وعدہ کیا

ہے... اس بلیک میلر کو رقم آپ دینا گئے۔“

”اس صورت میں اگر آپ اسے رقم دینے کی کوشش کریں

گے۔“

”وہ ہم دونوں کو روپوں کو کونٹے کے پتھر میں ہے جناب! اس

کے جال میں نہ آئیں۔“

”جیسی مشورہ میں آپ کو دوں گا۔“

”آپ کے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔“

”فورا اپنے بزم کا اقرار کر لیں... اس غریب کا حق اسے

دے دیں... اس طرح آپ شاید سزا سے بچ جائیں... عدالت کا

”کوئی فائدہ نہیں... وہ کسی پبلک فون بوتھ سے بات کرتا

ہے۔“

”چلیں اب کیا ہو گا۔“

”دیکھتے ہیں... اب وہ احسان عادل سے کیا کہتا ہے؟“

”چلیں ہمیں کیسے پتا چلے گا... احسان عادل واقعی اسے اتنی

بڑی رقم کی پیشکش کر رہے ہیں یا وہ گپ چھوڑ رہا ہے۔“

”ہم فون پر ان سے بات کیوں نہ کر لیں۔“ شوکی نے

”دورے کے طور پر ان کی طرف دیکھا۔

”یہ ٹھیک رہے گا۔“

شوکی نے دفتر پہنچ کر احسان عادل کے نمبر ملائے، ان کی

آواز سن کر وہ بولا:

”بلیک میلر صاحب کو آپ نے دولاکھ کی پیشکش کی تھی...

ہم نے آٹھ لاکھ کی کر دی۔“

”کیا!!!!“ وہ چلا اٹھے۔

”ہاں جناب! ہم اور کیا کرتے۔“

”تم اتنی بڑی رقم کہاں سے دو گے۔“

”یہ رقم ہمیں اکمل خان دینا گئے... اکمل انٹرنی کے مالک۔“

”نہیں نہیں۔“

وہ بڑی قوت سے چلائے اور پھر انہوں نے فون بند کر دیا۔

ریحان انور سے ملے ہوتا تھا۔

”معاذ اب بھی ریحان انور سے ہی ملے ہوگا... آپ غم نہ

کریں۔“ اکبر راحور بولے۔

”اچھی بات ہے... عدالت سے اگرچہ فیصلہ میرے حق میں

ہوئے وہاں ہے...“

”وہیکے جناب ابھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔“ اکبر راحور فوراً

بولے۔

”خیر! میں جملہ یوں کہہ دیتا ہوں... اس بات کا امکان نظر

آ رہا ہے کہ فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔“ انہوں نے برا سامنے بتایا۔

”چلیے آپ یہ کہہ لیں۔“ اکبر راحور نے برا سامنے بتایا۔

”ہم دونوں فریق آخر اس بلیک میلر کے جال میں کیوں

آئیں... اسے دو چار یا آٹھ لاکھ کیوں دیں... جب کہ ہم آپس میں

بھی فیصلہ کر سکتے ہیں... اور جب ہم آپس میں فیصلہ کر لیں گے تو پھر

اس بلیک میلر کی دال ہرگز نہیں گنگے گی۔“

”آپس میں فیصلہ کی کیا صورت ہوگی جناب... ہم سمجھے نہیں۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔“

”میں اور ریحان انور صلح کر لیتے ہیں... فیصلے سے پہلے

عدالت کو لکھ کر دے دیتے ہیں کہ دونوں نے صلح کر لی ہے... اس

صورت میں عدالت کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

فیصلہ ہونے پہ پہلے پہلے ریحان انور سے صلح کر لیں...“

”کیس کا فیصلہ میرے حق میں ہو رہا ہے جناب... پھر بھی

میں ریحان انور سے صلح کے لیے تیار ہوں، آپ اسے اپنے دفتر میں

بلا لیں... میں بھی آ جاتا ہوں۔“

”اچھی بات ہے، آپ ایک گھنٹے بعد آ جائیں۔“ وہ بولے۔

”بہت بہت شکریہ جناب۔“ اور فون بند کر دیا گیا۔

اکمل خان نے شوکی کو فون کر کے یہ خبر سنائی... اس نے فوراً

کہا:

”ہم ریحان انور کو ملے کر آرہے ہیں اگلے۔“

”بالکل ٹھیک۔“ وہ بولے اور فون بند کر دیا۔

شوکی نے اکبر راحور کو فون کیا اور نئی صورت حال بتائی...

انہوں نے فوراً کہا:

”جب میں ساتھ چلوں گا شوکی... کہیں احسان عادل کوئی

پکڑ نہ دے جائے۔“

بہت بہت شکریہ اگلے۔“ شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

ایک گھنٹے بعد وہ سب اکمل خان کے دفتر میں موجود تھے...

آخر میں احسان عادل وہاں آئے... ان سب کو دیکھ کر وہ ہر ہی طرح

چو گئے:

”آپ نے اسے لوگوں کو جمع کر لیا... یہ معاملہ تو صرف

کر لیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اکبر راجہ اور اس کی طرف مڑے۔۔۔

"کیا ہم الگ چل کر اس بارے میں مشورہ کریں۔"

"اس کی ضرورت نہیں اٹکل۔۔۔ ایک پیش کش محترم احسان

عادل نے کی ہے مجھے۔۔۔ ایک پیش کش انہیں میں کرتا ہوں۔۔۔"

راجہ انور نے موت کی حد تک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ ریحان انور۔۔۔ کیسی پیش کش۔" اکبر

راجہ نے خیران ہو کر کہا۔

"یہ اخبارات میں صرف اتنا اعلان کر دیں کہ یہ ناول واقعی

ریحان انور کا ہے۔۔۔ اور آئندہ اسی کے نام سے شائع ہوگا۔۔۔ اور بس

مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیے۔" ریحان انور نے دکھ بھرے

لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہا ریحان انور اس کے علاوہ آپ کو کچھ نہیں

چاہیے۔" اکبر راجہ کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی، ہاں سب کے

چہروں پر بھی حیرت نظر آئی۔

"جی ہاں اٹکل! میں نے یہی کہا ہے، یہ اخبارات میں اعلان

کر اویں کہ یہ ناول واقعی ریحان انور کا ہے اور آئندہ جو ایڈیشن

چھاپیں۔۔۔ وہ میرے نام سے چھاپیں۔۔۔ بس! میں صرف یہ چاہتا

ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے جناب۔۔۔ کہ عدالت کو کوئی اعتراض نہیں

ہوگا، لیکن اس صلح کی صورت کیا ہوگی۔۔۔ آپ کن شرائط پر صلح کرنا

چاہتے ہیں۔"

"اس وقت تک میں نے جتنی کتابیں فروخت کی ہیں۔۔۔ ان

سب کا منافع میں ریحان انور کو دینے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ آئندہ بھی

کتاب فروخت ہوگی، اس کا بھی نصف منافع میں انہیں دیتا رہوں گا۔

اور فرمائیں۔"

"آپ کا مطلب ہے۔۔۔ آپ یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔۔۔

ریحان انور نے آپ کو اپنے ناول کا مسودہ دیا تھا۔" شوکی نے جلدی

سے کہا۔

"میں نے یہ بات نہیں کہی۔" انہوں نے منہ بتایا۔

"تب پھر آپ کی بات کا مطلب کیا ہے۔"

"میں صرف اس بلیک میل سے بچنا چھڑانا چاہتا ہوں۔"

"لیکن کیوں۔۔۔ اگر ریحان انور نے مسودہ آپ کو دیا ہی

نہیں تھا تو آپ کیوں اس کے ہاتھوں بلیک میل ہوتے ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم، اس کے پاس کچھ ہے یا نہیں۔۔۔ وہ عدالت

میں کوئی چیز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔۔۔ میں تو بس یہ چاہتا ہوں، ہم اس

کے ہاتھوں میں نہ پھیلے۔"

"ہوں۔۔۔ خیر ہم اس بارے میں ریحان انور سے بات

میں... اور یہ جتنی دیکھوں والی تھی۔

"جب پھر میں چلا... عدالت سے فیصلہ میرے حق میں

نے دلا ہے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ اس تیسرے کا کیا کریں گے... جو اس کیس کا

نہایت ملتا ہے۔" مکمل خان نے طحیہ انداز میں کہا۔

"میں... اسے میں خریدوں گا۔" اس نے بے پرواہی

را اور وہاں سے چلے گئے... وہ سب سوچ میں گم ہونے لگے... کتنے

ی لحاظ رکھتے کے عالم میں گزر گئے۔ پھر شوکی کی آواز ابھری۔

"اب... کیا... ہوگا... اگلے۔"

"شوکی! ہمارے پاس صرف اور صرف ایک راستہ ہے... یہ

کہ تم اس تیسرے شخص کا سراغ لگالو... آخر تم ایسا کیوں نہیں کر سکتے

شوکی۔" اکبر راضو پر زور انداز میں بولے۔

"بہت بھتر اگلے... ہم اب دن رات ایک کر دیں گے...

اس کا سراغ لگا کر دیں گے۔"

"بہت خوب شوکی... اگر تم نے اسے تلاش کر لیا... تو پھر

میں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" وہ خوش ہو گئے۔

اب شوکی پر اور زور اپنے دفتر آئے اور سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

"اس کیس میں کل کتنے نام ہمارے سامنے آتے ہیں...

آفتاب ذرا گھٹا۔" شوکی نے سوچ کر کہا۔

"اور... اور وہ لاکھوں روپے جو یہ اس وقت تک کما چکے

ہیں۔"

"یہ... یہ بے شک مجھے ان میں سے ایک روپیہ بھی نہ

دیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

وہ سب دھک سے رو گئے... پھر اکبر راضو کی آواز ابھری۔

"اس میں شک نہیں ریمان انور! آپ ایک بڑے اویب

ہیں... اویب ہوتا ہی وہ ہے... جو سچا ہو... میں آپ کے ان الفاظ کی

بلندی کو بہت اچھی طرح محسوس کر رہا ہوں... اور اب احسان عادل

صاحب کا جواب سننا چاہتا ہوں۔"

اب سب کی نظریں احسان عادل پر جم گئیں... وہ حیرت کا

بت بنے بیٹھے تھے۔ انہیں یوں لگا جیسے اب اس بت میں زندگی کی رونمائی

نہ دہر سکے گی... لیکن پھر ان کے ہونٹوں میں حرکت ہوئی... انہوں

نے سنا وہ کبر ہے تھے:

"یہ نہیں ہو سکتا... میں اپنے ادارے کی سادہ کیسے اپنے

باتوں ذمہ داروں... یہ نال میں نے لکھا تھا، میرے نام سے ہی چھپتا

رہے گا۔"

"جب پھر میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا... اب ہو گا...

عدالت میں ہو گا... بلکہ ملے کو آپ طرہ سکتے ہیں... خرید لیں... ہم

سے جو ہو گا، ہم کریں گے۔" اکبر راضو کے لہجے میں حد درجے سختی

احسان عادل کے کہنے پر وہ یہ بیان نہ دے سکا تو کیس کا فیصلہ پھر
 "شریف خان، نواز بھائی، احسان عادل... شکی نے جلدی جلدی کیا۔
 "شب یہ بات نواز بھائی بھی سوچ سکتا ہے۔"
 "میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے... کیوں نہ ہم ان
 دونوں کی عمرانی شروع کر دیں... شاید یہ سکیم ان دونوں کی ہو اور وہ
 کہیں مل بیٹھ کر اس بارے میں باتیں کرتے ہوں۔"
 "بالکل ٹھیک۔" تینوں ایک ساتھ بولے۔
 "آؤ پھر... میں اور اشفاق گمرانی کریں گے شریف خان کی"

آفتاب اور اشفاق گمرانی کریں گے نواز بھائی کی..."
 وہ اٹھ کھڑے ہوئے... شام کے ساڑھے چار بج رہے تھے۔
 احسان عادل کا دفتر پاؤں بجے بند ہوتا تھا۔ جدتاً وہ اس کے دفتر کے سامنے
 پہنچ گئے اور مناسب فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔
 "اب چائیس... یہ دونوں پیدل جاتے ہیں یا بس وغیرہ کے
 ذریعے۔" اشفاق نے انہیں کے عالم میں کہا۔

"جیسے بھی جائیں... ہم تعاقب کریں گے... اب ہم اس
 کیس میں کچھ نہ کچھ کر کے رہیں گے..." شکی نے غصے میں کہا۔
 پھر پانچ بج گئے... انہوں نے دونوں کو باہر نکلتے دیکھا...
 دونوں الگ الگ سمت میں روانہ ہوئے... انہوں نے مناسب فاصلہ
 رکھ کر تعاقب شروع کیا... یہاں تک کہ انہیں ان کے گھروں میں داخل

"ریحان انور... شریف خان، نواز بھائی، احسان عادل... ہم لوگ اور انکل راضیہ... اور ہاں...
 احسان عادل کے وکیل..."
 "ان میں سے تیسرا کون ہو سکتا ہے..." شکی نے کہا۔
 "ہو سکتا ہے، احسان عادل کے وکیل نے کوئی اہم بات
 معلوم کر لی ہو اور اب وہ پیسے بنانے کے پھر میں ہو۔" آفتاب نے
 کہا۔

"ہاں اس کا امکان ہے... ہم فون پر اس تیسرے کی آواز
 سن چکے ہیں... اور عدالت میں ہم نے وکیل کی آواز بھی سنی ہے۔
 لیکن میرے خیال میں تو وکیل کی آواز فون والی آواز نہیں ہے۔"
 "ہاں امیر ابھی یہی خیال ہے۔" اشفاق نے کہا۔

"گو یا وکیل کو اس معاملے سے الگ کرنا پڑے گا... میں پھر
 کیوں گا... یہ کام شریف خان کا ہے... وہ پہلے بھی جرائم کرتا رہا
 ہے... باقی رسی یہ بات کہ اس طرح وہ اس ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے
 گا... تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص کو لاکھوں روپے مل رہے ہوں
 وہ ایک ٹھیک کی نوکری کی کیوں پروا کرنے لگا۔"

"اوہ ہاں واقعی... ہم تو جانتے ہیں کسی تیسرے کے پھر میں
 پکارتے رہے... یہ کام تو واقعی شریف خان کا ہے... اگر وہ عدالت
 میں یہ کہہ دے کہ واقعی ریحان انور مسودہ لے کر وہاں آیا تھا، لیکن

کمال ہو گیا

اور شریف خان کے وہاں موجود ہونے کا مطلب یہ تھا کہ شہر کی اور علاقہ بھی وہیں کہیں موجود تھا...

"آپا... شریف خان... تم یہاں موجود ہو... کمال ہے۔"
 "اس میں کمال کی کیا بات... بھی یہ ایک ہانغ ہے... اس میں لوگ گھومنے پھرنے آتے ہی رہتے ہیں... میں تو یہاں باقاعدہ آتا ہوں۔" شریف خان مسکرا کر بولا۔

"آتا تو میں بھی ہوں... لیکن عماری یہاں ملاقات پہلے بھی نہیں ہوئی۔" نواز بھائی کے لہجے میں حیرت تھی۔
 "خیر آؤ بیٹو... سناؤ... کیا حال ہے۔"

"میں تو آج کل دن رات احسان عادل صاحب کے بارے میں سوچ رہا ہوں... بے چارے پر کتنا برا اثر ام عاید کیا ہے اس جھوٹے ریمان انور نے... بھی کم از کم ہمیں تو ہر بات معلوم ہے تاکہ وہ سات بولائی کو ہرگز ہرگز نہیں آیا تھا..."
 "بالکل ایسی بات ہے... لیکن اب اس میں پریشان ہونے

ہوتے دیکھ لیا...

وہ کھڑے انتظار کرتے رہے... یہ کام حد درجہ اکتاہٹ سے ملا تھا... آخر خدا کا کر کے آفتاب نے نواز بھائی کو کمر سے نکلے دیکھا... اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ ایک بار پھر عقاب شروع ہوا... جلد ہی نواز بھائی ایک ہانغ میں داخل ہوا... دونوں پر جوش سوار تھا... بہت احتیاط سے وہ عقاب کرتے رہے... درختوں اور چوٹیوں کی اوٹ لے لے کر آگے بڑھتے رہے...

اپنا کٹ انہوں نے اسے ایک بچہ کی طرف بڑھتے دیکھا... بچہ پر شریف خان بیٹا نظر آیا۔

☆☆☆

”خیر بھائی ہمیں کیا... آؤ... ذرا باغ کا ایک پتھر لگا لیں۔“
 دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور چلتے ہوئے ایک سمت میں بڑھ گئے... اب وہ چاروں جمع ہوئے اور ایک دوسرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگے...
 ”یہ... یہ ہم نے کیا سنا ہے... کیا ان کی باتوں میں کوئی صداقت ہے؟“
 ”ہمیں تو پتھر پر پتھر آ رہے ہیں... دل نہیں مانتا کہ ریمان انور ایسا ہو سکتا ہے...“

”لیکن یہ لوگ پھر یہ باتیں کیوں کر رہے تھے... اب تک ہم یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ شریف خان انور نواز بھائی احسان عادل کے جرم پر پردہ ڈال رہے ہیں، اس لیے کہ وہ ان کے ملازم ہیں... لیکن ان کی باتوں سے تو لگتا ہے... اس معاملے میں احسان عادل بالکل بے گناہ ہیں اور مجرم کوئی دوسرا پیشتر ہے... جس نے ریمان انور کے ذریعے یہ پتھر چلایا ہے...“ شکی نے جلدی جلدی کیا۔

”ان کی باتوں سے یہ ظاہر ضرور ہو رہا ہے... لیکن ہم نے ریمان انور کا بغور جائزہ لیا ہے... وہ جھوٹا نظر نہیں آتا... جب کہ ان کا تعلق جراثم سے رہا ہے... یہ ان کی چال ہے... کسی طرح ہمیں اس تیسرے کا سراغ لگانا ہوگا... آخر وہ کون ہے... اسے یہ بات کس طرح معلوم ہے کہ احسان عادل مجرم ہے... اس کے پاس آخر کیا

کی کیا بات ہے... فیصلہ تو احسان عادل صاحب کے حق میں ہی ہونے والا ہے۔“

”یہ ٹھیک ہے... لیکن ایک بار جو بدنامی ہو جاتی ہے، وہ مٹانے نہیں ہفتی... لوگ خیال کریں گے... احسان عادل نے ضرور رشوت کے ذریعے اس مقدمے کا فیصلہ اپنے حق میں کرا لیا ہے... اور اس طرح ریمان انور کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے... جب کہ اصل بات یہ ہے کہ اس کیس کا اصل مجرم ریمان انور ملوث ہے... اس نے یہ سارا ڈراما بے چارے احسان عادل کو بدنام کرنے کے لیے کیا ہے۔“

”ہوں... واقعی...“

”اور شریف خان... پولیس تو اب تم پر بھی شک کر رہی ہے۔“ نواز بھائی کی آواز ابھری۔

”ہوا نہیں... جب ہمارا کسی جرم سے تعلق ہی نہیں ہے... تو وہ کرتے رہیں شک... یہ ٹھیک ہے... پہلے میرا تعلق جرم کی دنیا سے رو چکا ہے... لیکن اب تو میں ایمان دارانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔“

”بالکل بالکل... تم نے جو جرم کیا تھا، اس کی سزا بھگت چکے ہو... اور اس معاملے میں تو مجرم ہی ریمان انور ہے... دراصل یہ کسی دوسرے پیشتر کی کوئی سازش ہے... اور یہ سازش کی گئی ہے ریمان انور کے ذریعے... جو لوگ ریمان انور کا ساتھ دے رہے ہیں... وہ بے چارے کیا جانتیں... ریمان انور کیا ہے۔“

”ہم پیلر رحمان انور سے بات کر لیں۔“

”ضرور کیوں نہیں۔“

”لیکن اگر احسان عادل صاحب نے آپ کو اس سے بھی

زیادہ رقم دینے کا فیصلہ کر لیا تو؟“

”اب میں اس کا نہیں... آپ کا ساتھ دوں گا... میں نے

یہ فیصلہ کر لیا ہے لیکن اگر آپ نے مجھ سے معاہدہ نہ کیا تو پھر میں اس

سے معاملہ طے کرنے پر مجبور ہوں گا۔“

”اچھی بات ہے... مشورہ کر کے بتائیں گے۔“

”اوکے... میں تمہیں کھینے بعد فون کروں گا۔“

انہوں نے یہ سسٹی فیز خیر اکبر انصاری صاحب کو سنائی... سن کر

وہ بولے:

”رحمان انور کو اگر یہ بات منکھور ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا

ہے... لیکن اس طرح اس بے چارے کے ہاتھ کیا آئے گا۔“

”ہاں واقعی... لیکن خیر... اس سے بات تو کی جائے۔“

وہ فوراً رحمان انور سے ملے... اور اس اور اس انداز میں

انہوں نے اس کام آؤ کی یہ بات اسے بتائی... وہ تو سن کر اچھل

پڑا:

”واہو... اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔“

”کیا مطلب... رحمان انور صاحب یہ آپ نے کیا کہا۔“

ثبوت ہے...“

”ہاں اس مسئلے کا واحد یہی ہے... یہ دونوں تو دراصل ہمیں

غلط راستے پر لگا رہا ہے... انہیں معلوم تھا ہم ان کا تعاقب

کر رہے ہیں۔“

انہوں نے دیکھا... وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہو گئے

تھے... وہ اب وہاں رک کر کیا کرتے، گھر آ گئے... اسی وقت فون کی

کھنٹی بجی، شوکی نے جرنی ریسورڈ اٹھایا، اسی تیسرے کی آواز سنائی دی:

”کیوں... کیا رہا... تم لوگوں نے کیا سوچا؟“

”ہم ہر حال میں احسان عادل کے جرم سے پردہ اٹھانا

چاہتے ہیں، لہذا آپ سے بات کرنے کے لیے تیار ہیں... آپ

بتائیں، آپ کا مطالبہ کیا ہے۔“

”اس وقت احسان عادل نے جتنی دولت یہ کتاب چھاپ کر

کمائی ہے... وہ سب... اس نے ہنس کر کہا۔

”کیا مطلب؟“

”کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں... میری بات بالکل

واضح ہے۔“

”لیکن وہ دولت تو احسان صاحب کے پاس ہے۔“

”جب آپ کیس جیت جائیں گے... تو وہ تمام دولت

رحمان انور کے ہونے کی... اس وقت آپ وہ مجھے دیں گے۔“

شوکی دھک سے رو گیا۔

”کیوں... کیا بات ہے۔“

”آپ نے شاید غور سے بات نہیں سنی... وہ تمام دولت

مانگ رہا ہے۔“

”تو کیا ہوا... میرا ہاتھ تو میرے نام سے شائع ہو گا...

احسان عادل کا جرم تو ثابت ہو جائے گا... اس نے جو قلم کیا... اس

سے تو پورا ملک باخبر ہو جائے گا... کیا یہ کم انعام ہو گا میرے لیے۔“

شوکی برادرز بھونچکے سے اسے دیکھتے رہ گئے... آخر شوکی

کے منہ سے نکلا۔

”کیا آپ... مسٹر رحمان انور... اسی دنیا کے انسان

ہیں۔“

”ہاں بالکل... اللہ کا شکر ہے...“ رحمان انور مسکرایا۔

”تب پھر... ہم اس سے بات کر لیں۔“

”ضرور... کیوں نہیں۔“

شوکی برادرز گھر آئے... اکبر راضو کو رحمان انور کا فیصلہ

سنا یا تو وہ بھی دھک سے رو گئے اور بولے:

”حیرت انگیز بھی... اس بچے نے تو میری آنکھیں کھول

دیں... لیکن شوکی کیا ہی اچھا ہو رہم اس سے سودا کرنے کے بہانے

اس کا سراغ لگا لیں۔“

”ہم یہ کوشش ضرور کریں گے... اس دولت پر اس کا نہیں۔“

رحمان انور کا حق ہے... یہ اور بات ہے کہ وہ ایک سچا ادیب ہے...

اور اس سچائی کے مقابلے میں اس کی نظروں میں دولت کی کوئی اہمیت

نہیں ہے۔“

پھر تین گھنٹے بعد اس کا فون پھر آیا... شوکی نے فوراً کہا۔

”رحمان انور کو یہ سودا منظور ہے جناب... اب آپ بتائیں

اس کا کیا طریقہ ہو گا... ہمیں کیا کرنا ہو گا۔“

”ایک تحریری معاہدہ ہو گا... اس پر رحمان انور کے...

آپ چاروں کے اور اکبر راضو صاحب کے دستخط ہوں گے... آپ

لوگ یہ لکھ کر دیں گے کہ میرے خلاف آپ لوگ کوئی قانونی کارروائی

نہیں کریں گے... میں تو دراصل اس ثبوت کی قیمت وصول کروں گا...

اور یہ کوئی جرم نہیں ہو گا... آپ کو یہ لکھ کر دینا ہو گا... پھر میں آپ کے

ساتھ ثبوت لے کر شوہر آ جاؤں گا۔“

”اور معاہدہ تحریر کر کے آپ کو کیسے دیا جائے گا...“

”میں ایک فرضی نام بتاؤں گا... آپ لکھنے پر وہ فرضی نام

لکھ کر جہاں بتاؤں... وہاں رکھ آئیں گے... میں اتفاقاً ہاں سے اٹھا

لوں گا... اتفاقاً رکھ کر اگر آپ وہاں رکے... تو معاہدہ مکمل... پھر

فیصلہ احسان عادل کے حق میں ہو جائے گا اور رحمان انور جھوٹ ثابت

ہو جائے گا... لہذا اگر آپ کیس جیتنا چاہتے ہیں... تو آپ کو میری

بات ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے جسے کی دولت کی اسے ہے۔

”لیکن ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔“

”سوچو... غور کرو... آخر وہ کون ہے... وہ کون ہے... وہ

کون ہے۔“ شوکی چلا اٹھا۔

اس نے اپنے بال مٹھی میں بکڑ لیے، اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا... وہ بری طرح اچھلا... اس کے

چہرے پر حیرت کی بجلی چمکی... اسے یوں لگا... جیسے اس کے دماغ میں

اچانک ایک جھرا کا ساہو اہو... وہ بلند آواز میں چلا اٹھا:

”وہ مارا... میں نے جان لیا... وہ کون ہے۔“

”کیا مطلب... کون ہے وہ۔“

”اور واقعی اس کے پاس ثبوت بھی موجود ہے۔“

”یہ بات کیسے جان لی بھائی جان۔“ آفتاب نے ہلکا کر

پوچھا۔

”جیسے ہی اس کا نام ذہن میں آیا... ساری بات صاف ہو

گئی... لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اسے تلاش کیسے کریں... ہم نہیں

جانتے وہ کہاں رہتا ہے۔“

”پہلے یہ توہم میں... وہ ہے کون؟“ اسحاق نے بے یقین ہو

کر کہا۔

”میں اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی... انہوں نے دروازہ

پر عمل کرنا ہوگا۔“

”اچھی بات ہے... ہم آج رات ہی معاہدہ تحریر کر دیں

گے... اس لیے کہ پرسوں عدالت فیصلہ سنانے والی ہے... اور ہمیں وہ

ثبوت فیصلے سے پہلے پیش کرنا چاہیے۔“

”میری طرف سے کوئی دیر نہیں ہے... آپ معاہدہ تحریر کر

لیں... میں رات کو ہی فون کر دوں گا۔“

”بہت بھڑا!“ شوکی نے کہا اور اس نے فون بند کر دیا۔

شوکی نے فون پر اکبر راضو کو یہ باتیں بتائیں... سن کر وہ

بولے۔

”تم وہ ہیں آ رہا ہوں... تم ریمان انور کو بھی سہیں جا

لو۔“

”بہت بھڑا نکل۔“ شوکی نے کہا۔

فون رکھ کر شوکی نے اسحاق سے کہا۔

”تم جا کر ریمان انور کو لے آؤ۔“

”جی اچھا!“ اس نے کہا اور چلا گیا۔

”اس کا مطلب ہے... ہمارے پاس وقت اب بہت کم رہ

گیا ہے... معاہدہ اگر ہم نے اسے دے دیا تو حیرت کمان سے نکل جائے

گا... پھر ریمان انور کی دولت اسے نہیں مل سکے گی... ہاں ناول ضرور

اس کا ثابت ہو جائے گا... جب کہ ہم سب چاہتے ہیں... ناول اس کا



تیسرا

دروازہ کھولا گیا۔ اس بار درمیان انور اور اخلاق آئے تھے۔
 انہیں بھی یہ اہم ترین خبر سنائی گئی۔
 "اور... وہ کون ہے؟" درمیان انور چلا اٹھا۔
 "تبادوں انگل۔" شوکی منکرا دیا۔
 "ہاں بھی... بہت سسپنس محسوس ہو رہا ہے۔" اکبر راہنور
 بے تابانہ انداز میں بولے۔

"بلکہ مارے بے چینی کے برا حال ہے۔"

"قب پھر اس کا نام سننے کے لیے خود کو تیار کر لیں... ویسے
 مجھے افسوس ہے... اس کا نام ذہن میں اتنی دیر سے کیوں آیا... بہت
 پہلے آ جانا چاہیے تھا... اس کا نام ہے افضل شیرازی۔"
 "کیا!!!!" وہ سب بری طرح اچھلے... آنکھوں میں حیرت
 ہی حیرت نظر آئی۔ منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"ہاں! وہی افضل شیرازی جسے سات جہان کی کواہسان عادل
 خط لکھ رہے تھے... اور ان کلمات میں درمیان انور ان کے دختر میں

کھولا تو اکبر راہنور کھڑے نظر آئے۔

"کمال ہو گیا انگل۔"

"اچھا... وہ کیسے؟"

"ہم نے جان لیا... وہ بلیک میٹر کون ہے۔"

"کیا... کیا واقعی؟" وہ چلائے۔

"جی ہاں انگل۔"

"بہت خوب... جلد ہی بتاؤ... وہ کون ہے۔"

"لیکن انگل... ہمیں نہیں معلوم... وہ کہاں رہتا ہے۔"

"اوہ... یہی پہلے تم نام تو بتاؤ۔"

میں اس وقت کھٹکی پھر گئی۔

☆☆☆

"ہاں میں افضل شیرازی کو جانتا ہوں... وہ شاعر

912۔ نڈاؤن میں رہتا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ جناب۔" انہوں نے کہا اور فون بند

کرتے ہوئے بولے۔

"لو بھئی... بن گیا کام... اب پہلے انسپکٹر کا شان کی خدمات

حاصل کرنا ہوں گی... نڈاؤن ہے ابھی انہی کے ملائے میں۔"

"واہ! یہ اور حسرے کی بات ہوگی۔" آفتاب نے خوش ہو کر

کہا۔

پھر سب انسپکٹر کا شان وہاں آ گئے... انہیں ساری بات بتائی

گئی... انہوں نے فوراً چند ماحول کو بلالیا... اب سب نڈاؤن کی

طرف روانہ ہوئے... آخر افضل شیرازی کے دروازے پر دستک دی

گئی... دروازہ ایک نوجوان آدمی نے کھولا... وہ ان سب کو دیکھ کر

بہت بری طرح اچھلا... اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... اس نے

اندھری طرف مڑ جانا چاہا... لیکن سب انسپکٹر کا شان کے ماحولوں نے

اسے جکڑ لیا:

"آپ تو بڑے چھپرے رستم نکلے... ہم سب کو بچا کر رکھ دیا۔"

افضل شیرازی کے منہ سے کچھ نہ نکل سکا۔

"وہ خط کہاں ہے۔" سب انسپکٹر کا شان سخت لہجے میں

بولے۔

داخل ہوئے تھے... عدالت میں ہم نے افضل شیرازی کو کھسے جانے

والے خط کا ذکر کیا تھا، لیکن احسان عادل کے ڈاک کے رجسٹر میں یہ

نام ساتھ جولا کی فی ڈاک میں درج نہیں تھا، اس لیے ہماری بات نہ

بن سکی... لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے... یہ افضل شیرازی اس روز عدالت

میں نہ شافی کی حیثیت سے تھا... اس کے پاس ساتھ جولا کی کا تحریر

کردہ خط موجود ہے... اور وہ خط ہی احسان عادل کے خلاف بہت بڑا

ثبوت ہے... "شوکی پر زور انداز میں کہتا چلا گیا۔

"بہت خوب شوکی... بہت شان دار... حرا آ گیا... کمال

ہو گیا... ہم اس چھپرے رستم کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے... افسوس!"

اکبر راہور نے پر جوش انداز میں کہا۔

"نفل... لیکن... ہم اس تک کیسے پہنچیں۔" آفتاب نے

پریشان ہو کر کہا۔

"ایک منٹ... افضل شیرازی ضرور کوئی ادنیٰ آدمی ہے...

اور ادنیٰ آدمیوں سے اس کا پتا چل سکتا ہے۔"

"اوہ... بالکل ٹھیک بالکل۔"

"اور میرے کئی ادنیٰ آدمی واقف ہیں... میں نے ان کے

مقصد سے لڑے ہیں... بس تم دیکھتے جاؤ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے فون اپنی طرف سرکالیا اور نگے ادھر ادھر

فون کرنے... آخر ایک ادنیٰ آدمی نے کہا۔

گرفتار کیا جاتا ہے۔"

"نہیں... نہیں..." احسان عادل بہت زور سے

چلا گیا۔

پروہ کرانے کے بعد وہ اندر داخل ہوئے... میز کی دراز سے

غلط نکلا... یہ غلط احسان عادل نے افضل شیرازی کو کھٹا تھا۔ اس کا

سات جولاہی تاریخ اور جی... یہ ثبوت لے کر وہ اسی وقت بیچ تمام

رسول صاحب کی کوٹھی پہنچے... ملاقات ہوئی... انہوں نے وہ غلط ان

کے سامنے رکھ دیا... وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"الف مالک... میں تو بالکل غلط فیصلہ سنانے والا تھا... یہ

افضل تو پکا فراڈ تھا..." انہوں نے کہا اور احسان عادل کی گرفتاری کا

عزم کھنڈیا۔

وہ متعلقہ تھانے پہنچے... انسپکٹر پولیس نے اپنے ماتحتوں کو

ساتھ لیا اور احسان عادل کی کوٹھی پہنچے... احسان عادل جب کوٹھی سے

باہر نکلے تو ان کا رنگ اڑ گیا... باہر نہ صرف پولیس موجود تھی... بلکہ

ریمان انور، اکبر راجپور اور شوکی برار اور بھی کھڑے تھے۔

"آپ کے جرم کا یہ دو قاش ہو گیا ہے جناب! یہ ربا وہ غلط جو

آپ نے سات جولاہی کو افضل شیرازی کو کھٹا تھا... اب اگر ریمان

انور سات جولاہی کو آپ کے دفتر میں نہیں آئے تھے... تو انہیں کیسے

معلوم ہو گیا آپ افضل شیرازی نامی کسی آدمی کو غلط لکھ رہے تھے...

لہذا بیچ صاحب نے آپ کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے... آپ کو

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

...

اقوال زریں

۱۔ اصل نیکی وہ ہے جو ہر ہی کے جواب میں کی جاسے۔ (حضرت عمرؓ)
 ۲۔ اچھے کام کیلئے کسی خاص وقت کا انتظار نہ کرو بلکہ اسے فوراً شروع
 کرو۔ (حضرت ابو ذرؓ)

۳۔ جو اللہ کا دوا دار نہیں وہ کسی سے وفا نہیں کر سکتا۔ (امام غزالیؒ)
 ۴۔ آپ خود کو دیانت دار بنانے کے بعد یقین کر لیں کہ دنیا میں ایک
 بے ایمان کی کمی ہو گئی ہے۔ (برہنہ شاہ)
 ۵۔ مشورہ ہمیشہ دانا شخص سے کریں۔ (اقلیدس)

۶۔ خدا کے نزدیک حکماء کے افعال کی اہمیت ہے ان کے اقوال کی
 نہیں۔ (فہم غورث)

۷۔ اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ (محمد علی جناح)

دعوتِ ہنسی

ایک صحافی نے ایک سابق فوجی کا شروع لیتے ہوئے پوچھا:

”آپ کو یہ ظلم کیسے آئے؟“

فوجی بولا: جنگ کے دوران ایک بم میرے قریب آ کر گر ا تھا۔
صحافی:

”تو کیا وہ بم پھٹ گیا تھا؟“

فوجی نے جمل کر کہا:

”نہیں، اس نے گھر تک میرا پیچھا کیا اور کاٹ کر بھاگ گیا۔“



چند نوجوان ایک جگہ پر انگریزی ڈانس کر رہے تھے کہ اتنے میں دو کتوں

کا ادھر سے گزر ہوا۔ ایک کتے نے دوسرے سے پوچھا:

”یہ کیا کر رہے ہیں۔“

دوسرے نے جواب:

”مجھے نہیں معلوم، مگر جب قتل ایسا کرتا ہوں تو میرا مالک مجھے بد ہنسی

دور کرنے کی دوا پلاتا ہے۔“

